Regd No E-P-67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳/۵۰
ممالک غیر ۷/۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۷ ظہور ۱۳۳۷ ہش — ۲۰ محرم ۱۳۷۸ھ — ۷ اگست ۱۹۵۸ء | نمبر ۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کل ناسازیٔ طبع کے باعث نماز جمعہ پڑھانے تشریف نہیں لا سکے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں

قادیان ۴ اگست۔ سیدہ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر موصول ہونے پر اسی روز درویشان قادیان کی طرف سے دلی رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے مجموعی قرار داد تعزیت پاس کی گئی۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں مجالس خدام الاحمدیہ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بھی ایسی قرار دادیں پاس کی گئیں۔

قادیان ۵ اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳۰ جولائی محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع اہل و عیال بمبئی تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

مشرقِ وسطیٰ کا تیل

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

دوسری جنگ عظیم سے پہلے مشرقِ وسطیٰ کی سیاسیات، اقتصادیات اور معدنیات پر برطانیہ اور فرانس کا تسلط تھا لیکن دوسری جنگ عظیم کے درمیان روس اور امریکہ پر بھی مشرقِ وسطیٰ کی اہمیت واضح ہو گئی۔ ابتداءً اس کی اہمیت کا احساس اس کے محلِ وقوع، جغرافیہ اور فوجی نقطۂ نظر سے ہوا۔ یعنی دوران جنگ میں دنیا کی بڑی طاقتوں نے محسوس کیا کہ اگر آئندہ کوئی عالمگیر جنگ ہوئی تو وہی بازی لے جائے گا جس کا مشرق وسطیٰ پر قبضہ یا اثر و رسوخ ہو گا۔ مگر دوسری بڑی لڑائی کے بعد جب تیل کے مسئلہ پر ایران اور برطانیہ کے درمیان کشمکش شروع ہوئی۔ تو اس کے بعد صنعتی اور تجارتی میدان میں بھی "مشرقِ وسطیٰ" کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ جب ۱۹۵۱ء میں ایران و برطانیہ کی کشمکش کے باعث ایرانی تیل کی پیداوار بہت گھٹ گئی۔ تو اس وقت مشرقِ وسطیٰ کی دوسری کمپنیوں سے تیل کی مانگ شروع ہوئی۔ اور جب ان کمپنیوں نے اپنی پیداوار میں زیادتی کی کوشش شروع کی تو حیرت انگیز کامیابی ہوئی۔ سعودی عرب سے لے کر قطر تک تیل کے جتنے ذخیرے ہیں انہوں نے ۱۹۵۱ء کے بعد اپنی پیداوار میں اتنا اضافہ کیا کہ ان کی پیداوار اوسطاً ۵-۶ گنا زیادہ ہو گئی۔ اس وقت سے اہل سیاست اور اہل تجارت دونوں کی نظریں مشرقِ وسطیٰ پر جم گئیں۔ اور آج جو ہم پورے مشرقِ وسطیٰ کو "سرد جنگ"، "خفیہ سازش" اور "انقلاب" کے پنجہ میں دیکھتے ہیں اس کی وجہ اس کی یہی اہمیتیں ہیں۔

امریکی و روسی مداخلت

یوں تو بیسویں صدی کے آغاز ہی سے امریکن کمپنیاں بھی مشرقِ وسطیٰ میں تیل کا کاروبار کر رہی ہیں۔ مگر اینگلو ایرانین نزاع سے پہلے غلبہ و اقتدار "برطانیہ و فرانس" ہی کا تھا۔ البتہ اس اختلاف کے بعد امریکہ آگے بڑھا اور قریب قریب مشرق وسطیٰ کے تمام اہم ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ روس جو ابھی تک مشرق وسطیٰ کے معاملات سے بے تعلق تھا یا محروم رکھا گیا تھا اب اس پر بھی مشرق وسطیٰ کے تیل کی اہمیت کا انکشاف ہوا اور اس نے بھی وہاں کے معاملات میں مداخلت شروع کی۔ بس یہیں سے مشرق وسطیٰ میں "سرد جنگ" کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ روس کے یہ سرد جنگ چھیڑنے کی کیا وجہ تھی؟ اس کی پہلی وجہ تو مدافعانہ یا جارحانہ ضرورت تھی دوسری وجہ کمیونزم کی تبلیغ و اشاعت تھی اور تیسری وجہ صنعت و حرفت کی ترقی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ

تیل کے مرکز

اس وقت دنیا میں تیل کے دو ہی بڑے مرکز ہیں امریکہ اور "مشرق وسطیٰ"۔ "مشرق وسطیٰ" میں دنیا کے تیل کا ۵۰ فیصدی حصہ پایا جاتا ہے۔ اور امریکہ میں ۴۷ فی صدی۔ روس میں تیل کے جو ذخائر اب تک دستیاب ہوئے ہیں وہ ان دونوں کے مقابل بہت کم ہیں۔ روس بڑی مشکل سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے۔ وہ اپنا تیل کہیں برآمد نہیں کر سکتا۔ اور ابھی دور ہیں کہ صنعت اور ترقی کا زیادہ تر انحصار تیل کی پیداوار ہے۔ وہ تیل کی اتنی محدود پیداوار پر قناعت کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوسری جنگ عظیم میں تو روس برطانیہ اور امریکہ کا حلیف تھا۔ اس لئے اس کو تیل کی کمی سے نقصان نہیں ہوا لیکن اگر تیسری جنگ ہوئی۔ تو وہ تیل کی بڑی شدت سے کمی محسوس کرے گا

اس لئے اس کو "مشرق وسطیٰ" کے معاملات میں مداخلت کی ضرورت تھی۔ اور برطانیہ و امریکہ کی "منافقانہ پالیسی"، "دو رخی سیاست" اور "غیر یقینی رویئے" نے روس کے لئے ذرائع مداخلت بھی پیدا کر دیئے۔ اس کے علاوہ روس کا اثر و رسوخ بڑھانے اور برطانیہ و امریکہ کے وقار کو ٹھیس لگانے میں فرانس نے بھی بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اور وہ ہے الجزائر وغیرہ پر اس کا جبر و استبداد۔ غرض "مشرق وسطیٰ" کا وہ ماحول جو اہلِ مغرب کے لئے سازگار تھا جب خود انہوں نے اپنے لئے ناسازگار بنا لیا تو روس نے اس طرف توجہ کی اور اسلامیانِ "مشرق وسطیٰ" کا دل موہنے میں کامیاب ہو گیا۔ سب سے پہلے مصر روس کی طرف جھکا اور جب خروشچیف نے اس کو اپنی گود میں لے لیا تو پھر شام بھی اس طرف مائل ہوا۔ اور روس کے لئے اپنے ملک کا دروازہ کھول دیا۔

مصر و شام نے روسی کیمپ میں جانے کی پہل کیوں کی؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ یہی دو ممالک برطانیہ اور امریکہ کی دو رخی پالیسی کے شکار ہوئے ہیں۔ مملکت اسرائیل کے جنم دینے میں تو روس نے ہی سبقت کی تھی۔ یعنی اس نے اس کو پہلے تسلیم کیا۔ مگر وہ پھر اس کی پرورش سے باز آ گیا۔ اور اس کے بعد جس کی پرورش کا بیڑا برطانیہ و امریکہ نے اٹھایا۔ اس مملکت اسرائیل نے سب سے زیادہ مصر و شام کو متاثر کیا۔ مصر و اسرائیل میں تو باقاعدہ حالت جنگ طاری ہے۔ اور شام جو مشرق وسطیٰ کا ایک چھوٹا اور کمزور سا ملک ہے اس کی پوری سرحد اسرائیل سے ملتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ "اسرائیلی خطرات" سے دوچار رہتا ہے ان دونوں نے بار بار برطانیہ و امریکہ کے سامنے اپنی مصیبت رکھی۔ مگر ایک نہیں سنی گئی۔ ان حالات میں مصر و شام کا روس کی طرف مائل ہونا طبعی امر تھا۔

روس کی ذمہ داری

اس اتحاد کے بعد روس کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ مصر جہاں تیل کا بہت معمولی سا ذخیرہ پایا جاتا ہے اور شام جہاں تیل کا کوئی ذخیرہ نہیں اب روس کا فرض ہو گیا کہ ان دونوں ملکوں کی ضرورت پوری کرے۔ مگر وہ کہاں سے کرتا۔ اس لئے اس نے اپنے حلیفوں کو تیل والے ممالک میں نقب لگانے کی اجازت دیدی۔ اور پہلا نقب عراق میں لگایا گیا۔

تبلیغ کمیونزم

تیسری وجہ کمیونزم کی تبلیغ و اشاعت کا شوق ہے۔ بوجہ داعیٔ کمیونزم ہونے کے باعث روس کا فریضہ ہے کمیونزم کی ایک شاخ "انٹرنیشنل" یعنی "بین الاقوامی" بھی ہے۔ روس چاہتا ہے کہ اس شاخ کے ماتحت ساری دنیا کمیونزم میں داخل ہو جائے۔ اسی نیت سے اس نے مشرق وسطیٰ کی طرف رخ کیا ہے۔ اگر وہ اس خطہ دنیا میں کامیاب ہو گیا تو یہی نہیں کہ معدنی دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔ بلکہ اس وقت کمیونزم کے راستہ میں جو دو بڑی سیاسی و مذہبی رکاوٹیں ہیں۔ یعنی "اسلام و معاہدہ بغداد" وہ بھی خود بخود دور ہو جائیں گی۔ مشرق وسطیٰ میں "سرد جنگ" چھیڑنے کا ایک محرک یہ بھی ہے۔

روس اور سرد جنگ

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کمیونزم کی ترقی و کامیابی "سرد جنگ" میں ہی ہے اگر گرم جنگ ہو گئی تو کمیونزم کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔ سرد جنگ علامت ہوتی ہے اندرونی انتشار، بیکاری اور بے چینی کی۔ کمیونزم کے لئے یہ ماحول بڑا سازگار ہوتا ہے۔ روس نے کوریا میں گرم جنگ شروع کی۔ مگر اس کو وہاں اتنی کامیابی نہیں ہوئی جتنی مصر و شام، عراق یا چین میں ہوئی۔ یورپ کے وہ ممالک جو جنگ کے نتیجہ میں روس کے زیر اقتدار آ گئے ہیں۔ وہاں بھی کمیونزم اتنا مقبول نہیں جتنا سرد جنگ والے علاقوں میں۔

برطانیہ و امریکہ

اب اس کے مقابل ہم امریکہ برطانیہ اور فرانس کو دیکھتے ہیں کہ وہ کسی تحریک یا نظریئے کو بروئے کار لانے کے لئے مصروف عمل نہیں۔ ان کے سامنے صرف حکمرانی اور تجارتی و اقتصادی مفاد ہے ان کو کسی کے نظریئے، اعتقاد و ایمان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے رتنا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۷ راگست ۱۹۵۸ء

مُبارک خاتون کی وفات

سیدہ حضرت اُم ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا حرم اوّل سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۳۱ جولائی کی صبح کو مری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی وفات کی خبر قادیان میں ایسے وقت پہنچی جبکہ اخبار پوسٹ کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ایک ضمیمہ کے ذریعہ احباب جماعت تک یہ المناک خبر پہنچانے کا اہتمام کیا گیا۔

موت فوت کا سلسلہ سب انسانوں کی زندگی کے ساتھ لگا ہوا ہے چھوٹا ہو یا بڑا نبی ہو یا ولی یا ایک عام انسان جو بھی اس دنیا میں آیا اُسے جلد یا بدیر اس دار فانی سے رخصت ہونا ضروری ہے۔ لیکن خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنے پیچھے اعمالِ حسنہ کا نیک نمونہ اور لافانی ذکرِ خیر چھوڑ جائے۔

بلاشبہ سیدہ موصوفہ اُن خواتین مبارکہ میں سے تھیں جن کا وجود خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے لئے برکتوں کا موجب بنا۔ اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا:۔

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا" (اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء بحوالہ تذکرہ صـ۱۴۵)

چنانچہ سیّدہ موصوفہ کا رشتہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتخاب سے آپ ہی کے زمانہ میں ہوا۔ اور حضور ہی کے عہد خوش‌تر میں مرحومہ کے [illegible] سے صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب کی پیدائش ہوئی۔ جن سے "تری نسلاً بعید" [illegible] "انا نبشرک بغلام نافلۃ لک" کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔

سیّدہ مرحومہ نے اولوالعزم مصلح موعود کی رفیقہ حیات ہونے کے اعتبار ۵۷ سال کا طویل زمانہ آپ کی رفاقت میں گذارا اور خدمتِ دین میں ہر طرح کی ممد و معاون رہیں۔ اپنے بچوں کی والدہ ہونے کے لحاظ سے نہ صرف یہ کہ سیدہ موصوفہ نے اپنے لائق اور ہونہار بچوں کی صحیح اسلامی طریق پر اعلےٰ تربیت فرمائی جس سے سبھی کسی نہ کسی پہلو سے عملی طور پر خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ بلکہ ساری قوم کے بچوں کے لئے بھی حقیقی معنوں میں مادر مہربان تھیں۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ کے سبب احمدی خواتین کے دلوں میں آپ کی یاد ہمیشہ رہے گی۔ اگرچہ سیدہ مرحومہ کی وفات سے تمام احمدی جماعت ہی کو صدمہ پہنچا ہے۔ لیکن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو جو صدمہ پہنچا وہ کہیں زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے ہم سب کے لئے صبر جمیل کے سامان پیدا فرمائے اور سیّدہ مرحومہ کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

چودھویں صدی گذرتی جارہی ہے!

تمام کتب سماوی کے مقابل پر قرآن کریم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کے غیر معمولی سامان کئے گئے ہیں۔ خواہ یہ حفاظت لفظی رنگ کی ہو یا معنوی۔ قرآن کریم کی لفظی حفاظت کے لئے تو خدا تعالےٰ نے امتِ مسلمہ کے ہزاروں ہزار افراد کے دلوں میں اس بات کی محبت پیدا کر دی کہ وہ اسے اپنے سینوں میں محفوظ کریں اور نزولِ قرآن کے وقت سے لے کر اب تک کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں آیا جبکہ اکنافِ عالم میں بسنے والے حفاظ کی ایک معقول تعداد اس سعادت سے بہرہ اندوز نہ ہوئی ہو۔ علاوہ ازیں پنجگانہ نمازوں میں پڑھنے کے لئے اس کا ایک حصہ یاد کرنا عامۃ المسلمین کے لئے ضروری قرار دیا گیا اس طرح سے جزوی حفاظ کی تعداد پہلی تعداد سے بہرحال مستزاد ہے۔ پھر جس کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ کر سکے۔ ان تمام قدرتی انتظامات کا ہی نتیجہ ہے کہ یورپین محققین اسبات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہ موجودہ قرآن کریم بالکل وہی ہے جو حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔

پھر جہاں تک قرآن کریم کی معنوی حفاظت کا سوال ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ میں مجددین کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ جو نائب الرسول ہونے کی حیثیت سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس بحر ذخار سے معرفت وعلوم کے موتی نکالنے اور عامۃ المسلمین کی روحانی سیرابی کے سامان کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس ابدی وعدہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

(ابو داؤد جلد ۲ صـ۲۴۱ باب الملاحم)

یعنی اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسا مصلح مبعوث کرے گا جو ان کی دینی غلطیوں کی اصلاح کرکے انہیں نئے سرے سے روحانی زندگی عطا کیا کرے گا۔"

خدا تعالےٰ کی یہ فعلی شہادت اس بات کی علامت ہے کہ اُس نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کو چھوڑا نہیں بلکہ ہر موزوں وقت پر اُس کے جسم میں تازہ خون داخل کرنے کے سامان کر رکھے ہیں۔ امتِ مسلمہ کی لمبی تاریخ بطور خود اس بات پر شاہد ہے۔ کہ مجددین کے اس سلسلہ میں کبھی زمانہ میں خلا واقع نہیں ہوا بلکہ بعض صدیوں میں ایک کی بجائے دو دو مجددین بھی تجدید دین کے لئے کھڑے کئے جاتے رہے ہیں۔

اس وعدۂ الٰہی کو سامنے رکھئے اور اس وقت گذر رہے سن ہجری پر غور کیجئے! ماہ محرم سے اسلامی تقویم کا ایک نیا سال شروع ہوا ہے۔ اس حساب سے چودھویں صدی کے ۷۷ سال پورے ہو کر ۷۸ ویں سال کا آغاز ہوا۔ اب فرمایئے کہ اس صدی کا مجدد کہاں ہے۔ بات بالکل سیدھی سی ہے۔ ۷۷ سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں وہ تین نسلوں کا زمانہ ہے۔ اگر مزید ۲۳ سال اسی طرح سے انتظار ہی میں گذر گئے۔ تو پھر تو یہ گویا بغیر کسی مجدد کے ہی پوری ہو گئی— حالانکہ جس قدر اسباب دینی کے سامان اس زمانہ میں جمع ہیں۔ اور جو ابتر حالت امت محمدیہ کی اس وقت ہو چکی ہے اس سے قبل کبھی بھی نہ ہوئی۔ پھر ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد والے خدا کا وعدہ کیا ہوا؟— ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر اُس کے وعدوں میں تخلف ممکن نہیں۔ مدت ہوئی خدا تعالےٰ کا یہ برگزیدہ بندہ آچکا۔ بصیرت کی نگاہوں نے اُسے دیکھ لیا اور اُس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ مگر جن لوگوں کے کان اُس کی آواز کے شنوا نہ ہوئے وہ آج بھی پراگندہ بھیڑوں کی طرح ہیں۔ اور وہ دانستہ زبان حال سے وعدہ الٰہی کے پورا ہونے کی تکذیب کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس اس صدی کا ہر سال جو ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے اور نئے سے اگلے سال کا آغاز ہوتا ہے۔ ہر محبِ اسلام کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔

قرآن کریم تو عقلمندوں کی علامت ہی یہ بیان کرتا ہے کہ وہ دن اور رات کے آگے پیچھے آنے پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ تو کس قدر بھولا ہوا ہے وہ مسلم جو اپنی قیمتی زندگی کے سال کے سال خواب غفلت میں گذار رہا ہے اُس نے ان باتوں پر تخلّی بالطبع ہو کر سوچنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حالانکہ اس میں اُس کے اپنے نفس کی فلاح کے سامان تھے!!

اس صدی کے ۷۷ سال میں عامۃ المسلمین کے خیالات نے عجیب طور پر پلٹا کھایا اس صدی کے آغاز میں تو مجدد دین کی حدیث اور اس زمانہ سے تعلق رکھنے والی دیگر احادیث کی روشنی میں بڑی بے قراری سے مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نزول کا انتظار کیا جاتا رہا اور اسلام کی دوبارہ ترقی اور اُمت کی سربلندی کو اس مبارک وجود سے وابستہ قرار دیا جاتا رہا۔ مگر جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے سوا کسی کو اس کا دعویدار نہ پایا۔ تو ضد و تعصب کی بنا پر اس زمانہ میں کسی مسیح یا مہدی کی بعثت کی ضرورت کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ اس قسم کے خیالات میں ایسی تبدیلی کو شکست خوردہ ذہنیت کی پیداوار تو کہا جا سکتا ہے۔ مگر لوگوں کی نفسانی خواہشات کے مطابق آیات قرآنیہ اور احادیث رسول اللہ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا!!

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستاسٹھواں

سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۷۔۱۸۔۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء منعقد ہو رہا ہے۔ احباب خود بھی تشریف لائیں اور دیگر احباب کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش فرمادیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کر دیا گیا

نمازِ جنازہ میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزارہا احبابِ جماعت کی شرکت!

ربوہ یکم اگست ۱۹۵۸ء آج بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے ہزارہا احباب جماعت کی نمناک آنکھوں۔ غمزدہ قلوب اور پُرسوز اجتماعی دعاؤں کے درمیان حرم اوّل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ اُم ناصر محمودہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو سیدۃ النساء حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے قرب میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ نے کل مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء کو چھ بجے صبح مری میں وفات پائی تھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ آج صبح سوا سات بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ جس میں ربوہ مضافات اور دور و نزدیک مقامات سے آئے ہزارہا احباب جماعت نے شرکت کی۔

مری سے جنازہ کی آمد

مورخہ ۳۰ر جولائی کی رات کو مری سے حضرت سیدہ مرحومہ کی حالت کے بارہ میں تشویشناک اطلاع موصول ہونے پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور بعض دیگر افراد خاندان مورخہ ۳۱ر جولائی کو صبح پونے چھ بجے موٹر کاروں کے ذریعہ نخلہ سے مری تشریف لے گئے۔ حضور معہ قافلہ پونے ۹ بجے صبح راولپنڈی پہنچے۔ جہاں مری جانے والی سڑک پر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے احباب اپنے امیر مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ کی قیادت میں پہلے سے حضور کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ وہاں انہوں نے حضور کو یہ اندوہناک خبر سنائی کہ حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ صبح چھ بجے انتقال فرما گئی ہیں۔ راولپنڈی سے حضور سیدھے مری تشریف لے گئے۔ جہاں حضور ۱۱ بجے قبل دوپہر پہنچے۔ وہاں پہنچنے کے بعد حضور نے حضرت سیدہ مرحومہ کی تدفین کے بارہ میں بذریعہ فون ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ہدایات بھجوائیں۔ اور پھر مری میں ½۲ بجے بعد دوپہر حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام حاضر افراد اور جماعت احمدیہ مری کے جملہ احباب شریک ہوئے۔ بعد ازاں حضور اور دیگر افراد خاندان جنازے کے ہمراہ جو ایک لاری میں رکھا گیا تھا پونے چار بجے سہ پہر موٹر کاروں کے ذریعہ ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پونے چھ بجے شام قافلہ راولپنڈی پہنچا۔ یہاں دونوں لاریاں تبدیل کی گئیں۔ جو مری سے راولپنڈی تک کے لئے کرایہ پر لی گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی کے احباب نے لاریاں تبدیل کرنے اور دیگر انتظامات کے سلسلہ میں بڑی مستعدی سے کام کیا اور خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل کی۔ ان انتظامات کی تکمیل کے بعد قافلہ راولپنڈی سے پونے سات بجے شام ربوہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور راستہ میں خوشاب اور سرگودھا وغیرہ ٹھہرتا ہوا ۲ بجے رات ربوہ پہنچا۔ راولپنڈی کے بعض دوستوں نے جماعت کے نمائندوں کی حیثیت سے قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

قافلہ کے انتظار میں اہل ربوہ ۱۰ بجے رات سے ہی پختہ سڑک پر لاریوں کے اڈہ کے قریب جمع ہونے شروع ہو گئے تھے چنانچہ ۲ بجے رات تک بہت سے احباب اڈہ پر موجود رہ کر دعاؤں میں مصروف رہے۔ جب قافلہ ربوہ پہونچا تو اہل ربوہ اور دوسرے شہروں سے آئے ہوئے احباب سڑک سے لے کر قصر خلافت تک تنظیم کے ساتھ سڑک کے کناروں قطار در قطار کھڑے زیر لب اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کر رہے تھے۔ قافلہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کے علاوہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب۔ نواب محمد احمد خاں صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض دیگر افراد خواتین و بچگان اور عملے کے ارکان پر مشتمل تھا۔ حضرت سیدہ مرحومہ کے فرزندوں میں سے صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کراچی میں تھے اطلاع موصول ہونے پر وہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر رات کے ساڑھے دس بجے ربوہ تشریف لے آئے۔ قافلے کے آرام اور سہولت کے پیش نظر بعض مستعد نوجوانوں کو پہلے ہی ربوہ سے خوشاب روانہ کر دیا گیا تھا تاکہ وہ بذریعہ فون وہاں قافلے کے پہنچنے کی اطلاع بھی بروقت بھجوا سکیں۔

نمازِ جنازہ اور تدفین

صبح چھ بجے تک مستورات کو حضرت سیدہ مرحومہ کی زیارت کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ مستورات نے ہزاروں کی تعداد میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ساڑھے چھ بجے صبح حضور حضرت سیدہ مرحومہ کے مکان کے بیرونی صحن میں جہاں جنازہ رکھا ہوا تھا تشریف لے آئے۔ پونے سات بجے حضرت سیدہ مرحومہ کے مکان سے جنازہ باہر لایا گیا۔ جبکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نونہالوں نے اسے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ باہر لاکر تابوت ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو لمبے بانس باندھ دیئے گئے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب بآسانی کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اس موقعہ پر بزرگانِ سلسلہ اور ناظر و وکلاء صاحبان کے علاوہ دور و نزدیک کی بڑی بڑی احمدی جماعتوں کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ یہاں سے جنازہ جو ایک تابوت میں رکھا ہوا تھا مسجد مبارک کے احاطے سے باہر لایا گیا۔ باہر سوگوار عورتوں اور مردوں کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ احباب ایک نظام کے ماتحت باری باری کندھا دینے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ سات بجے جنازہ بہشتی مقبرہ کے میدان میں پہنچ گیا۔ اور احباب نماز جنازہ کے لئے صفوں میں کھڑے ہو گئے۔ سوا سات بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بذریعہ کار تشریف لائے اور حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں شریک ہونے والے احباب نو لمبی صفوں پر مشتمل تھے جن میں سے ہر صف میں کم و بیش پانچسو افراد تھے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنازہ کو حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے مزار مبارک والی چار دیواری میں لایا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ کے میدان سے لے کر چار دیواری تک مسلسل جنازہ کو کندھا دیا۔ اور اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد نے بھی۔ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء افسران صیغہ جات۔ بیرونی مبلغین علمائے سلسلہ۔ بیرونی جماعتوں کے نمائندگان اور غیر ملکی طلباء کو چار دیواری کے اندر جانے کا موقعہ دیا گیا۔ پونے آٹھ بجے تابوت کو قبر میں اتارا گیا۔ تابوت کو قبر میں اتارنے میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت سیدہ مرحومہ کے ساتوں فرزندان کے علاوہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا امیر احمد صاحب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ صلاح الدین صاحب اور سید میر داؤد احمد صاحب نے حصہ لیا۔

تدفین مکمل ہونے تک حضور ایدہ اللہ تعالےٰ وہیں کرسی پر تشریف فرما رہے۔ تابوت پر چھت پڑنے کے بعد آٹھ بجکر پانچ منٹ پر حضور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور حضور کی اتباع میں باقی احباب نے بھی مٹی ڈالنے میں حصہ لیا۔ قبر تیار ہونے پر سوا آٹھ بجے حضور نے مسنون طریق پر دعا کرائی۔ جس میں تمام احباب شریک ہوئے۔ اور اس طرح حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار کے قرب میں جانب غرب سپرد خاک کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر دعا فرمائی اور پھر بذریعہ کار واپس تشریف لے آئے۔

جنازہ میں شمولیت کرنیوالے احباب

جنازہ میں شرکت کرنے والے احباب کا اندازہ چار پانچ ہزار کے قریب ہے جو مغربی پاکستان کے ہر علاقے اور گوشے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ مرحومہؓ کی وفات کے معاً بعد ایکسپریس تاروں اور ٹیلیفون کے ذریعہ جماعتہائے احمدیہ کے امراء صاحبان کو اس سانحہ کی اطلاع کر دی گئی تھی نیز ریڈیو پاکستان کے ذریعہ بھی وفات کی خبر نشر کرنے کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔ تاکہ جلد سے جلد احباب جماعت کو اطلاع ہو سکے چنانچہ ۳۱ر جولائی بروز جمعرات کی دوپہر سے ہی مختلف شہروں سے احباب جماعت ربوہ پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ اور مورخہ یکم اگست کی صبح تک ہزاروں کی تعداد میں احمدی مرد و زن ربوہ پہنچ چکے تھے۔ اور مغربی پاکستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔

ان میں سے بعض تو ہوائی جہازوں کے ذریعہ ربوہ پہنچے تھے تاکہ نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ نماز جنازہ اور تدفین میں شامل ہونے والوں میں وہ غیر ملکی طلبہ بھی تھے جو دنیا کے مختلف حصوں سے دین سیکھنے اور خدمتِ دین میں اپنی زندگی بسر کرنے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔

دیگر کوائف

حضرت سیدہ ام ناصر مرحومہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص

اور بزرگ صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کو حضور علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں شمولیت کا شرف حاصل تھا حضور علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کے ایمان و اخلاص اور قربانی و ایثار کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم لاہور کے ایک مشہور و معروف علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو لدھیانہ لاہور میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت اُمِّ ناصر احمد صاحبہ مرحومہ رضی بڑی متقی۔ نیک، سلسلہ کا درد رکھنے والی اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ بلند اخلاق، شفقت اور ہمدردی کا پیکر تھیں۔ ایک لمبے عرصہ تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بالکل نوعمری کے زمانہ میں ہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کی خدمت کرنے کی سعادت بخشی چنانچہ آپ حضور کی گھریلو زندگی کے متعلق قیمتی روایات سنایا کرتی تھیں، جماعت کی مستورات کے ساتھ آپ بڑی شفقت و ہمدردی کا سلوک فرماتیں یہی وجہ ہے کہ جنازہ پر مقامی اور بیرونی جماعتوں سے مستورات بھی کثرت سے آئی ہوئی تھیں۔ اور آپ کی جُدائی کے صدمہ کو غیر معمولی طور پر محسوس کر رہی تھیں۔

حضرت سیدہ مرحومہ رضی کے بھائیوں میں سے مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب اور مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب پہلے سے ربوہ میں موجود تھے۔ آپ کے دوسرے بھائی ڈاکٹر کرنل تقی الدین احمد صاحب اور ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ خان بہادر خلیفہ اسد اللہ صاحب مرحوم) کراچی میں تھے۔ وہ دونوں بذریعہ طیارہ کراچی سے ۳۱ جولائی کو روانہ ہو کر ساڑھے دس بجے ربوہ پہنچ گئے تھے۔

۴۴۔ والسلام اور سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منتخب فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے سلسلہ حقہ اور خاندانِ اہلِ بیت کی گراں قدر خدمات سرانجام دینے کا موقعہ ملا ہے اور آپ کی مقدس اولاد کو خدا تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ کی نمایاں خدمات کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اور اہلِ بیت نبوی کے ساتھ جن برکتوں اور نعمتوں کے وعدے ہیں وہ آپ کی اولاد میں بھی پورے ہو رہے ہیں سالہا سال سے آپ لجنہ اماء اللہ کی صدارت کے فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی وفات پر

درویشانِ قادیان کی طرف سے اظہارِ تعزیت

(۱)

درویشانِ قادیان کی طرف سے مجموعی قرار دادِ تعزیت

قادیان ۳۱ جولائی حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی وفات کی اطلاع ملتے ہی حلقہ درویشان میں غم و حزن کی لہر دوڑ گئی فوری طور پر جملہ درویشان کی طرف سے تعزیتی تار روانہ کر دیا گیا اور بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ایک غیر معمولی جلسہ منعقد ہوا جس میں سیدہ موصوفہ کے مناقب بیان کئے گئے۔ اور آخر میں جملہ درویشان قادیان کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں تعزیت کی قرار داد ارسال کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ مرسلہ قرار دادِ تعزیت درج ذیل ہے:۔

"جملہ درویشانِ قادیان کا غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۸/۵۸ حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر نہایت رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ مرحومہ کا وجود سلسلہ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لئے باعثِ صد برکات تھا۔ آپ کو خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت المصلح الموعود کی زوجیت کے لئے انتخاب فرمایا۔ آپ سے اس مقدس خاندان میں سینکڑوں الہٰی نشانات دیکھے اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مرحومہ مغفورہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام پر فائز کرے اور سب کا حافظ و ناصر ہو"

(خاکسار عبد الحق جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

(۲)

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے تعزیتی قرار داد

قادیان یکم اگست ۱۹۵۸ء آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں خاکسار محمود احمد عارف قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی زیر صدارت اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور عہد دہرانے کے بعد مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے قادیان نے حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں اخبار بدر کے تازہ پرچہ میں سے وہ حالات و کوائف پڑھ کر سنائے جس سے مرحومہ کے مختصر حالات اور عالی مقام کا پتہ چلتا ہے۔ بعدہٗ صدر جلسہ نے مندرجہ ذیل قرار دادِ تعزیت پیش کی۔ جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

"مجلس خدام الاحمدیہ مقامی قادیان کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات کی افسوسناک خبر پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ مغفورہ رضی کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام پر فائز فرمائے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب زاد مجدہ العالی محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور مقدس خاندان اہلِ بیت کے دیگر جملہ افراد نیز احباب جماعت احمدیہ کو صدمہ عظیمہ رضاء الہٰی کے ماتحت برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت سیدہ مرحومہ رضی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پہلی رفیقۂ حیات تھیں خود سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مطہر زوجیت کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ کے وجود کے ساتھ سلسلہ کی لمبی خدمات اور روایات تاریخ کا تعلق تھا۔ آپ گذشتہ سالہا سال سے لجنہ اماء اللہ کی صدارت کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں نیز سلسلہ کی دیگر بیش قدر خدمات کی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے اخلاص اور جذبۂ خدمت کو نوازتے ہوئے سب سے زیادہ اور خادم دین اولاد بھی آپ کو عطا فرمائی جن میں سے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو سلسلہ میں خاص مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خلاء کو جو سیدہ مرحومہ کی وفات سے جماعت میں پیدا ہوا ہے احسن طور پر پُر کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ آپ کے سب لواحقین اور عزیزان اور جملہ افراد جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ ہم جملہ اراکین حضرت سیدہ مرحومہ مغفورہ رضی کی وفات پر دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں"

(خاکسار محمود احمد عارف) قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

(۳)

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے قرار دادِ تعزیت

"لجنہ اماء اللہ قادیان کی تمام ممبرات اپنے ہنگامی اجلاس منعقدہ ۸/۵۸/۲ میں حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ کی نہایت درجہ افسوسناک اور رنجدہ وفات پر اظہار تعزیت کرتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ موصوفہ بہت بلند مرتبت صحابیہ اور قابل قدر صالحہ خاتون تھیں۔ آپ نے ہمارے پیارے امام المصلح موعود کی زوجیت میں پچپن سالہ عرصہ رفاقت نہایت شاندار اور مفید رنگ میں گذارا ہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے حضور پُرنور کو جو شدید صدمہ پہنچا ہے اسی طرح آپ کی اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم رضی کے دیگر افراد کو صدمہ پہنچا ہے۔ ہم تمام ممبرات لجنہ اماء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت سیدہ موصوفہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور اس وجہ سے جو خلاء خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ میں پیدا ہو گیا ہے اُسے اپنے خاص فضل سے پورا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

(۴)

اظہار تعزیت منجانب مجلس انصار اللہ قادیان

حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پُرملال پر مجلس انصار اللہ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۸/۵۸/۱ بصدارت مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان منعقد ہوا۔ مجلس انصار اللہ اس سانحہ عظیمہ پر دلی صدمہ اور افسوس کا اظہار کرتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ مرحومہ مغفورہ کا وجود مبارک سلسلہ احمدیہ اور خاندان مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک نعمتِ الٰہیہ تھا۔ آپ کو سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اولین حرم ہونے اور اہلِ بیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور آپ کو حضرت المصلح الموعود کی زوجہ مطہرہ ہونے کے لئے خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضرورت و برکات نبوت

پیش آمدہ مشکلات کا اصل حل

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۴)

(۱۵) نبی کی ایک ضرورت یہ ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ کی صفات کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ بلکہ ان سے منکر ہو جاتے ہیں۔ نبی کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی صفات کا خاص طور پر ظہور ہوتا ہے۔ وہ ان کے ذریعہ سے اپنی قدرت علمیت شنوائی اور بینائی وغیرہ کا خصوصیت سے اظہار فرماتا ہے۔ وہ انکی تائید میں خاص قضاء و قدر کے ایسے نمونے دکھاتا ہے جو لوگوں نے پہلے نہیں دیکھے ہوتے۔ جیسا کہ فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے بحر قلزم میں اور ابوجہل کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مقام بدر میں مخالف حالات میں خاص قضاء و قدر نازل فرمائی اور اپنی قدرت و رحمت کا ہاتھ دکھایا۔ ایسا ہی ہمارے زمانہ کے لوگ بھی خدا کے وجود اور اس کی صفات سے منکر ہو رہے تھے۔ اس لئے یہ بات تقاضا کرتی تھی۔ کہ اس کی طرف سے کوئی نبی کھڑا ہو۔ اور اسبارہ میں لوگوں کی تسلی کرے اور خدا تعالےٰ کی صفات کے نئے نمونے ظاہر کر کے خدا کی صفات کو دنیا میں نمایاں کرے۔

چونکہ نبی وقت خدا تعالےٰ کی صفات کا کامل مظہر ہوتا ہے اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو کر دیگر تمام لوگ بھی اپنے اندر وہ اعلےٰ صفات پیدا کر سکتے ہیں جن کی خاطر اُن کی پیدائش عمل میں لائی گئی۔ پس جہاں وہ خدا تعالےٰ کی صفات کے متعلق ان کو صحیح علم دیتا ہے وہاں اپنی قوت قدسی کے ذریعہ انہیں بھی صفات الٰہی کا کامل مظہر بنا دیتا ہے۔ پس اس قسم کا پاک انقلاب نبی کے بغیر ناممکن ہے۔

چنانچہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی رنگ میں نبی کے کام اور ضرورت کے متعلق قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

. . . .

"(۱) اللہ تعالےٰ کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صلوٰت اللہ علیہم اس نسخہ کیمیائے سعادت ابدی کو سکھانے کے لئے دنیا میں بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو بتلائیں کہ گوہر دل مجاہدہ کی کٹھالی میں اس طرح رکھنا چاہیئے اور اس کو برے اخلاق سے دور رہنا بتلائیں جو دل کو پلید اور مکدر کریں اور نیک صفات کا حاصل کرنا سکھلائیں۔

(۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ یزکیھم محض اس غرض سے تھا کہ انسانوں کو ناپسندیدہ اوصاف سے چھڑایا جاوے جو چوپایوں کی صفتیں ہیں ویعلمھم الکتاب والحکمۃ سے یہ مطلب ہے کہ انسانوں کو فرشتوں کے صفات کے لباس سے خلعت پہنائے اور اس کیمیا کا مقصد یہی ہے۔ کہ جو باتیں نقصان کی ہوں ان سے علیحدہ رہے اور جو صفات کمال کی ہوں ان سے آراستہ و پیراستہ ہو اور سب سے بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے منہ پھیر لے اور اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔"

(کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رح)

اب غور کیجئے موجودہ حالات میں لوگوں کو بُرائیوں سے بچانے اور فرشتوں کے صفات حسنہ سے متصف کرنے کی ضرورت نہیں؟

(۱۶) اس وقت دنیا میں نئے نئے مفید علوم و ایجادات کا ظہور ہو رہا ہے۔ نئی نئی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اور مختلف النوع حقائق سے پردہ اُٹھ رہا ہے۔ زمانہ نے ایک نئے رنگ میں پلٹا کھایا ہے۔ جسے دیکھ کر لوگ محو حیرت ہیں جس طرح نئی نئی تحقیقات کے ذریعہ سے نئے نئے معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری تھا کہ قرآن کریم کے نئے نئے علوم بھی جن سے اس کے ماننے والے بھی بے خبر تھے ظاہر ہوتے اور حقائق و معارف کا ایسا دریا بہتا جو ساری دنیا کو سیراب کرتا۔ ایسا کام بھی نبی و رسول ہی کی بعثت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ انبیاء کے ذریعہ سے اپنے علم اور حکمت کے خزانے اور اسرار کھولتا رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس دروازہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیتا۔ اور اپنے کلام قرآن کریم کے نئے نئے معارف و مطالب اور علوم سے جو اس کے اندر قیامت تک کے لئے بھرے پڑے ہیں۔ اور جن سے لوگ ناواقف ہیں دنیا کو آگاہ نہ کرتا۔ اور نبی کے ذریعہ سے ان کو ظاہر کر کے انسے سیراب نہ کرتا۔ قاعدہ ہے کہ نبی جب دنیا میں آتا ہے تو لوگوں کی دنیوی اور دینی استعدادوں میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کے زمانہ میں نئے نئے علوم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور انسان کی دماغی استعدادیں ترقی کر جاتی ہیں اور دنیا کی ہر چیز میں ایک نیا رنگ آجاتا ہے۔ اور ان کے وجود کی برکت سے دلوں میں ایک خاص قسم کی نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس قرآن کریم کے علوم اور اسکی روشنی کو ظاہر کرنے کے لئے بھی اس زمانہ میں ایک نبی کی بعثت کی اشد ضرورت تھی۔

(۱۷) لوگوں کی عالمگیر بداعمالی اور بد اعتقادی۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے لاپرواہی اور شدید عدم توجہی اس امر کا تقاضا کرتی تھی کہ انہیں غیر معمولی عالمگیر اور سخت عذاب دیا جاتا۔ ایسا عذاب نبی کی بعثت اور اس کے ذریعہ سے اتمام حجت کئے بغیر دینا خدا تعالےٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ قرآن کریم اس بات کو بہانگ دہل کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نبی کی بعثت کے بغیر کبھی بھی دنیا میں سخت اور عالمگیر عذاب نہیں بھیجتا۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ع۲) کہ اول ہم نبی بھیجکر اتمام حجت کیا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہشیار و بیدار کرنے کے بعد عذاب نازل کیا کرتے ہیں اور دوسری طرف آخری زمانہ کے غیر معمولی عذابوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا (بنی اسرائیل ع۶) کہ آخری زمانہ میں ایسے غیر معمولی عذاب آئیں گے کہ بعض بستیاں تو بالکل تباہ کر دی جائیں گی۔ اور بعض جزئی طور پر عذاب الٰہی کا شکار ہوں گی۔ پس دنیا کا بگاڑ اور خدا تعالےٰ کی قدیم سنت اس وقت ایک نبی کی بعثت کو لابدی قرار دیتے ہیں۔

عذاب آنے سے قبل نبی کے ذریعہ تمام حجت کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کفار کی زبانی فرماتا ہے لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى فرماتا ہے کہ ہم اس لئے عذاب سے قبل نبی بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں کہ لوگ قیامت کے دن یہ عذر نہ کریں کہ خدایا اگر تو عذاب دینے سے قبل ہماری طرف کوئی رسول بھیجدیتا تو ہم ضرور اس پر ایمان لاکر اپنی اصلاح کر لیتے۔ اور آج ذلیل و خوار نہ ہوتے۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ ہم دنیا میں اس لئے رسول بھیجتے رہے ہیں کہ وہ لوگوں کو ہمارے اس دن کی ملاقات سے ہشیار کرتے اور ڈراتے رہیں۔ اسی طرح فرماتا ہے کہ ہم کسی بستی والوں کو اس وقت کوئی گرفت نہیں کرتے جبکہ وہ غافل ہوں۔ پس عذاب سے قبل ان کو ہوشیار و بیدار کرنا ضروری ہے۔ اور یہ نبی ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ پس نبی کی ایک غرض ان عذابوں سے قبل دنیا میں اتمام حجت ہے۔ انسانی فطرت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے

(۱۸) نبی کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ وہ آکر دنیا کے مغرور انسانوں کی مرضی کو مٹا کر خدا تعالےٰ کی مرضی اس کی بادشاہت اور اسکی عظمت و جبروت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دے کیونکہ اسی کی مرضی اصل مرضی ہے جو سب کا حقیقی خالق و مالک ہے۔ غیر اللہ کی مرضی کا ساری دنیا سے مٹنا اور اسکی جگہ خدا تعالےٰ کی مرضی کا قائم ہونا بہت بڑی ہستی کی بعثت کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی اتنا بڑا کام ہے۔ کہ کوئی معمولی ہستی اسے پورا نہیں کر سکتی۔ نبی کے ساتھ چونکہ خدا تعالےٰ کی غیر معمولی تائید کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس لئے اسی کے ذریعہ سے دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ خدا تعالےٰ کی طرف سے بالکل غافل تھے دنیا کی محبت سب کے دلوں پر غالب آچکی تھی ان کے لئے کسی اور طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی محال ہو رہا تھا وہ خدا تعالےٰ کی مرضی کو بھلا کر اپنی مرضی پوری کر رہے تھے۔ پس یہ مادہ پرستی اور خدا کی طرف سے عدم توجہ دور ہو کر اس کی مرضی کا قیام نبی کی بعثت کے بغیر ناممکن ہی نہیں بلکہ محال تھا۔ پس اس پہلو سے بھی نبی کی ضرورت ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک نبی ہی دنیا کی محبت دلوں سے دور کر سکتا اور اپنی پاک تاثیرات سے دنیا والوں کو خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ کر سکتا تھا۔ لوگ تمام ہمت اور تمام دل اور تمام خیالات سے دنیا پر گرے ہوئے ہیں انہیں اس سے نجات دینا بڑا بھاری کام ہے جو نبی کی بعثت کے بغیر سرانجام پانا محال ہے۔

(۱۹) نبی کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ دنیا پر یہ امر ظاہر فرماتا ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا۔ تو پھر اس کا نبی ہی اس کا اہل تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس کی خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ خدا کا کامل مظہر ہوتا ہے۔ اس کی صفات اس میں اس رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں کہ کسی اور میں نہیں ہوتیں۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ تو خدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس بات کا کبھی دعوےٰ کرتا ہے۔ پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ وہ ایسا دعوےٰ کرے نبی تو کبھی بھی ایسا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ تو لوگوں کو یہی کہتا ہے کہ کونوا ربانیین اے لوگو تم رب والے بن جاؤ۔ وہ لوگوں کو اپنے بندے بننے کے لئے کبھی دعوت نہیں دیتا۔ بلکہ وہ ان کو خدا تعالےٰ ہی کا غلام بننے کے لئے بلاتا ہے۔

پھر نبی کے وجود سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی غلطی سے پاک نہیں۔ خدا کے سوا کوئی دوسرا وجود خواہ وہ کتنی بڑی سے بڑی ہستی ہی کیوں نہ ہو اپنے متعلق غلطی کا امکان رکھتی ہے۔ پس جب وہ غلطی کر سکتی ہے تو وہ خدا کیونکر ہو سکتی ہے اور جب وہ خدا نہیں ہو سکتی تو اسے خدا کے ساتھ شریک کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ انبیاء کے وجود سے ابطال شرک اور اثبات توحید کا کام ہوتا ہے پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے عملی طور پر شرک کا ابطال اور توحید کامل کا اثبات ہوا۔ اسی طرح اب بھی ضرورت تھی۔ کہ آپ کے خدام میں سے کوئی کھڑا ہوتا اور وہ اس امر کا اظہار کرتا کہ جن لوگوں کو خدا قرار دیا جاتا ہے۔ وہ ان سے ہر طرح بڑھ کر ہے۔ اور پھر ایسے کام کر کے دکھلاتا اور ایسے نشانات دکھاتا کہ جن سے وہ انسان عاجز تھے

(۲۰) نبی شہزادۂ امن ہوتا ہے۔ وہ باطل تہذیب و تمدن کو مٹاتا اور اس کی بجائے نئی اور صالح تمدن و تہذیب جو دنیا میں حقیقی راحت و خوشی اور سچی خوشحالی اور فارغ البالی کا موجب ہو اس کا پودا زمین میں لگاتا ہے۔ وہ اقتصادی طور پر ایسا صالح معاشی نظام قائم کرتا ہے جس سے دنیا میں اطمینان پیدا ہو اور بے چینی دور ہو۔

اس وقت دنیا پر آمریت یعنی ڈکٹیٹرشپ مادیت۔ کمیونزم اور دیگر ظالمانہ غیر صالح نظام چھائے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے دنیا ایک زبردست بحران میں سے گذر رہی ہے۔ دنیا میں خطرناک بے چینی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہر وقت جنگ کا خطرہ دامنگیر رہتا ہے۔ اہل دنیا نے اپنی طرف سے امن لانے کی پوری کوشش کر کے یہ دیکھ لیا ہے کہ وہ اس بارہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو چکے ہیں۔ یہ کامیابی تبھی حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ جب ایک برگزیدہ انسان کی کامل اتباع کی جائے۔ اس کی لائی ہوئی ہدایات اور اس کے اختیار کئے ہوئے ذرائع پر عمل پیرا ہوا جائے اور اس کی کوشش کے ساتھ مل کر کوشش کرے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے دنیا میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا۔ جسے دیکھ کر بھی دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر رہے ہیں اس لئے اب پھر ضرورت تھی کہ منہاج نبوت پر دوبارہ عالمگیر انقلاب کی بنیاد رکھی جاتی۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین جور و ظلم سے بھری ہوگی۔ عدل و انصاف کا کہیں نشان بھی نظر نہ آتے گا۔ مسیح موعود نبی اللہ آکر اس جور و ظلم کو دور کر کے اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ پس جس طرح آنحضرت صلعم نے استبداد اور دیگر جنگوں کا خاتمہ کر کے دنیا میں امن و آشتی پیدا کی تھی۔ اسی طرح اب بھی ضرورت تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص روح القدس کی تائید پا کر کھڑا ہوتا اور اس عالمگیر تباہ کن بدحالی اور بدامنی کا قلع قمع کر کے سکھ چین کی بنیاد رکھتا۔

(۲۱) نبی کا ایک کام یہ بھی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے ایمان اُٹھ جاتا ہے وہ اسے کامل طور پر دوبارہ قائم کرتا ہے۔ لوگ ہدایت کی بجائے ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسباب کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں زندہ ایمان خدا تعالےٰ کی محبت اس کی معرفت کامل و عرفان کامل۔ اور مذہب سے سچا لگاؤ۔ اور روز جزاء و سزا کے متعلق حق یقین پیدا کیا جائے تاکہ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کر کے اس کا قرب حاصل کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ کامل معرفت کامل یقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور نبی وقت ہی ہے جو اعلےٰ درجہ کا یقین اپنے ساتھ لے کر آتا ہے اور پھر اپنی پاک صحبت سے اسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ تب وہ جہالت کی بھول بھلیوں سے نکل کر یقین و ایمان کے اعلےٰ مینار پر پہنچ جاتے ہیں۔ نبی کے ذریعہ سے ان میں اعلےٰ درجہ کی راستبازی خدا ترسی۔ تقویٰ و طہارت جوش مارتی ہے اس کے مبارک زمانہ میں انتشار روحانیت ہوتا ہے۔ دنیا میں عام نیکی و صلاحیت پیدا ہو کر للہیت کی طرف عام میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ پس عالمگیر یہی روحانیت جو اس وقت دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔ اُس کو پھر سے دنیا میں لانے کے لئے نبی کی بعثت ضروری ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق حدیث نبوی سے ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل او رجال من ابناء فارس۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ آخری زمانہ میں لوگوں کا ایمان اُٹھ جانے والا تھا۔ اور ان کے دل اس سے خالی ہو جانے والے تھے۔ اس وقت ایسے شخص کی ضرورت پڑنے والی تھی جو اسے آکر دوبارہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا۔ موجودہ زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں۔ کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا تھا۔ دراصل اسی قسم کا زمانہ ہوتا ہے جس میں لوگ خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان کا اس سے تعلق نہیں رہتا۔ اس وقت اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں کی خشکی دور ہو اور ان میں پھر قوت ایمان کے لئے نشو و نما پیدا ہو۔ اور ان کے دلوں پر روحانی بارش ہو۔ وحی و الہام کی بارش ان کے دلوں پر بھی پڑے۔ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا الہام پانا تو درکنار لوگ الہام کے باوجود ان کے منکر ہو بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ خود مسلمان کہلانے والے بھی وحی و الہام کے سلسلے کو جواب دے بیٹھے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان کی سیرابی کے لئے خدا تعالےٰ تازہ بتازہ وحی نازل کرتا۔ ضرورت تھی کہ وحی و الہام کا غیر معمولی سلسلہ جاری ہوتا اور لوگوں کو وحی و الہام کشوف رؤیا صالحہ اور ذاتی بشارات کے ذریعہ سے مالا مال کیا جاتا۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا بلکہ اس زمانہ کے نبی ماننے والوں کے دلوں میں بھی نیا سرے تحریکیں ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ انسان کو بھی اس کا نمونہ ملتا ہے تاکہ وہ بھی وحی و الہام کی حقیقت کو سمجھ سکیں اور نبیٔ وقت پر ایمان لائیں اور اس سے حقیقی طور پر لطف اندوز ہوں اور خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوں اور اس سے تعلق پیدا کریں۔

اس طرح دعا کی قبولیت کا سلسلہ جو عام طور پر بند ہو جاتا ہے نبی کے آنے پر کھل جاتا ہے۔ اس کے بابرکت زمانہ میں لوگوں کی دعائیں غیر معمولی طور پر قبول ہونی شروع ہو جاتی ہیں روحانیات میں دعا کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر روحانیت مردہ ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما اور قرآن احقیقت بھی یہی ہے کہ بندہ کی طرف سے دعا اور خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام کا سلسلہ ہی خدا تعالےٰ کے قرب و تعلق کا موجب ہوتا ہے۔ نبیوں کو ایسی قوت قدسیہ حاصل ہوتی ہے۔ کہ اس کی تاثیر کی وجہ سے اس کے ماننے والوں کی دعاؤں میں بھی خاص اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی اپنی دعائیں جو قبول ہوتی ہیں۔ ان کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ گویا ان کی دعاؤں کی قبولیت کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد بھی ایک ایسا زمانہ آنے والا تھا جبکہ لوگوں کو دعاؤں کی طرف کچھ بھی رغبت باقی نہ رہنی تھی۔ بلکہ ان سے نفرت پیدا ہو جاتی تھی۔ اغیار تو دعاؤں کی قبولیت کے منکر تھے ہی مسلمانوں کے بڑے بڑے سرکردہ لیڈر راہنما اور انکی طرف سے دفاع کرنے کا دم بھرنے والے مدعی بھی اس سے منکر ہو چکے تھے۔ جیسا کہ سر سید احمد خان علی گڑھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی کھڑا ہوتا جس کی دعا کی قبولیت کی برکت سے لوگوں کو دعاؤں کی طرف رغبت پیدا ہوتی۔ اور وہ قبول ہوتیں تاکہ مادیت کا زور کم ہوتا۔ نہ صرف یہ کہ دعاؤں کی قبولیت کا دروازہ کھل جاتا۔ بلکہ مادہ پرستی کے اثر سے اس کے متعلق جو وساوس پیدا ہو چکے تھے دور ہو جاتے اور دعاؤں کا سچا فلسفہ ظاہر ہوتا۔

پس جس طرح نبی کے ذریعہ سے الہام کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح دعاؤں کی عام قبولیت ہو کر دنیا میں اس کے نیک نتائج پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ نبیٔ وقت کے مقدس ہاتھوں سے ایک نیا اور تازہ ایمان دلوں میں پیدا ہوتا ہے جس سے اُن کی زندگی کا دھارا بالکل ہی بدل جاتا ہے۔ چنانچہ دیگر اقوام کو چھوڑ کر اس وقت صرف عامتہ المسلمین کی حالت پر نظر کی جائے۔ تو یہ بدیہی بات ہے کہ ان کی ایمانی اور عملی حالت ابتر ہے۔ بطور نمونہ جناب مولانا عبد الوحید خان صاحب بی اے ایل ایل بی کا حسب ذیل اعتراف کافی ہے۔ آپ اپنی کتاب تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھتے ہیں:۔

"آٹھویں صدی میں اسلامی سوسائٹی میں زندگی کی کوئی علامت باقی نہ تھی۔ ارکان اسلام کی ادائیگی اسی طرح جاری تھی مگر روح اسلام کا کہیں پتہ نہ تھا لامرکزیت اور طوائف الملوکی کے دور میں اجتماعی نظام کا کوئی تخیل تک باقی نہ تھا یہی حالت آج تک قائم ہے۔ اگرچہ نماز روزہ و قربانی و حج سب اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں مگر مسلمانوں کے اندر "ایمان" کا کہیں پتہ نہیں۔"

پس جب مسلمانوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی تو ان کی اصلاح کے لئے نبی کا آنا بھی ضروری ہی تھا۔ اس موقعہ پر ہمارے پیغامی دوستوں کی پوزیشن بڑی دلچسپ نظر آتی ہے وہ مدعی سست گواہ چست کا مصداق بن کر مسلمانوں کو سچا مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے اور جماعت احمدیہ قادیان کو سخت و سست کہتے رہتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کا سنجیدہ اور باخبر طبقہ اسباب کا ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ مسلمان ایمان سے عاری ہو چکے ہیں۔ اور ان میں اس کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

اس قسم کی بیسیوں تحریریں اسباب کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں جنمیں اس امر کا صاف اقرار ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں رہے ان کی اصلاح کے لئے کسی مامور من اللہ کی ضرورت ہے۔

(۲۲) نبی کی ایک ضرورت نظام روحانی کا نظام جسمانی کے ساتھ مطابقت کو پورا کرنا ہے۔ ضروریات زمانہ اور اس کے تقاضے ایسے ہیں جو پکار پکار کر نبی کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں۔ اسی طرح فطرت انسانی کی آواز بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ دنیا میں ضلالت و ہدایت کے بھی دن رات کی طرح دورے چلتے ہیں۔ ہدایت کے بعد ضلالت (باقی صفحہ پر)

فرقہ مودودیہ کی سرگذشت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۳)

اس مضمون کا اصل ماخذ تو رسالہ "الفرقان" ربوہ (پاکستان) بابت اپریل و مئی ۱۹۵۸ء ہے۔ مگر اس کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی مدد لی گئی ہے۔

مودودی صاحب کی تصانیف تفہیم القرآن۔ الجہاد فی القرآن۔ قتل مرتد۔ حقیقتِ جہاد۔ اشارات۔ سیاسی کشمکش۔ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم۔ اس کے علاوہ ایک دینی تحریک کا تعارف اور مولینا منظور احمد صاحب نعمانی اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ۔

آثارِ قیامت مودودی صاحب کے یہ خیالات سننے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک امت کا پچھلا طبقہ اگلے طبقہ پر لعنت نہ بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی مودودی صاحب کے کارناموں سے منظرِ عام پر آرہی ہے۔ نعمانی صاحب نے جو ارکان جماعت کے احوال کا مطالعہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ جو مودودی صاحب سے جتنا متاثر ہوتا ہے اس کے دل میں اسلاف کی طرف سے اتنی ہی بے اعتمادی ہوتی ہے واقعات کی دنیا میں بالکل صحیح نکلا۔

اصول شکنی مگر اسی پر بس نہیں۔ آیئے! مودودی صاحب کے چہرے کا اور ایک رُخ دیکھیئے۔ اور وہ ہے تحریف و تبدیل کی سعی نامرضی۔

تحریک اپنی زندگی کے دو دوروں سے گذرتی ہے۔ ایک دور "اعلان حق" کا ہوتا ہے اور دوسرا "اقامتِ حق" کا۔ اعلان حق کے دور میں تحریک کے اصول و قواعد بیان کیئے جاتے ہیں اور اقامتِ حق کے دور میں ان اصول و قواعد پر عمل کیا جاتا ہے اور جس تحریک میں یہ خوبی نہیں ہوتی اس کے متعلق ہمیشہ قوم نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہ "اصول شکن" اور "خود فروش" لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے ایسی تحریک غیر کیا اپنوں کی نظر میں بھی قابل اعتماد نہیں ہوتی۔

بدقسمتی سے جماعت اسلامی جو "تجدید و احیاء دین" کے بلند بانگ دعاوی لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس نے وہی روِیہ اختیار کیا جو اصول شکن پارٹی کا ہوتا ہے اس نے اپنے تبلیغی و اشاعتی دور میں اسلام کے جن اصول کی طرف لوگوں کو دعوت دی تھی جب ان پر عمل پیرا ہونے کا سوال آیا تو خود اس پر عمل کرنے سے گریز کرنے لگی۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس وقت دنیا کے تمام ممالک کی طرح پاکستان کی سیاسی پارٹیاں بھی اصول شکنی میں مشہور ہیں۔ اور مشاہدہ یہ بتارہا ہے کہ اس کے بغیر وہاں کسی کو اقتدار کی کرسی بھی نہیں ملتی۔ مودودی صاحب نے جب پاکستانی سیاست کی یہ چال ڈھال دیکھی تو سوچا کہ آخر ایسی "اصول پرستی" سے کیا فائدہ؟ جو سیاسی اقتدار حاصل کرنے میں مانع ہو۔ اس لئے انہوں نے سب سے پہلے یہی روک دور کرنی چاہی۔ اور اعلان کیا کہ جماعت کے تبلیغی و اشاعتی دور میں جن اصول و تعلیمات کا اعلان کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ اقامتِ حق کے دور میں ان کی پابندی لازمی قرار دی جائے۔ جب "اصول دین" "مقصد دین" سے متصادم ہو تو اس وقت حکمتِ عملی کا یہ تقاضا ہے کہ اصول مقصد پر قربان کر دیئے جائیں۔ اگرچہ یہ نظریہ سراسر دنیادارانہ اور ناصرانہ سوسائٹی کا نظریہ ہے۔ نہ مقتدی کیا جو اصول کے خلاف ہو؟ مگر مودودی صاحب نے یہی نظریہ پیش کیا۔ اور اپنے اس طرز عمل کے جواز میں یہ حدیث پیش کی

الائمۃ من قریش

یعنی خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔

مودودی صاحب نے اس حدیث سے یوں استدلال کیا کہ دیکھو! اسلام نے ذات اور نسل کی بنیاد پر کسی کی برتری نہیں مانی اس کا اصول یہ ہے کہ کلکم ابناء آدم و آدم من تراب۔ یعنی سبھی اولاد آدم ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اسلام کا یہ اصول تو بہت دل پسند ہے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے "اقامت دین" کا سوال آیا۔ تو آپ نے محسوس کیا کہ اسلام کا "اصول مساوات" واقعات کی دنیا میں کام نہیں آسکتا۔ اسی لئے "حق خلافت" قریشیوں کے لئے مخصوص کر دیا۔

یہ کہ مودودی صاحب نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "اصول شکن" ثابت کیا تاکہ مودودی صاحب کی "اصول شکنی" پر اعتراض کا موقع ہاتھ نہ آسکے۔ اگرچہ مودودی صاحب کا یہ استدلال بالکل باطل ہے۔ یہ حدیث "از قبیل حکم" نہیں بلکہ "از قبیل خبر" ہے مگر مودودی صاحب نے محض تکمیل مدعا کے لئے اسے "از قبیل حکم" قرار دیا۔ اور اس کے بعد یہ تحریر فرمایا کہ

"تبلیغی و اشاعتی دور میں جن اصول کی اشاعت کی جاتی ہے

"قائد تحریک" کو حق ہے کہ جب "اقامتِ دین" کا دور آئے تو ان میں ترمیم۔ تبدیل یا استثناء کر دے"

اصول شکنی کا پس منظر آخر مودودی صاحب کو "اصول شکنی" یا "اسلام" میں تحریف و تبدیل کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ بات یہ ہے کہ مودودی صاحب دنیا میں حکومت الٰہیہ قائم کرنے کھڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے جماعت اسلامی کے اصول و دستور میں بڑی "آن و بان" سے یہ درج کیا تھا کہ

۱۔ جب تک کسی حکومت کے دستور میں قرآن و سنت کو قطعی بالادستی حاصل نہ ہو۔

۲۔ صدر حکومت۔ وزراء۔ ارکان پارلیمنٹ کا عالم دین اور مسلمان متقی ہونا شرط نہ ہو۔ اس وقت تک وہ حکومت اسلامی قرار نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ "جماعت اسلامی" اس سے دوستی۔ موالات یا تعاون جائز سمجھ سکتی ہے۔

بھارت کی "جماعت اسلامی" اسی دستور کے ماتحت ابھی تک اپنی حکومت کا مقاطعہ کئے بیٹھی ہے۔ نہ صرف یہ کہ گذشتہ انتخابات میں بھی حصہ نہ لیا۔ بلکہ "پنج سالہ منصوبہ" یا اور کوئی رفاہ عام کا کام ہو حکومت کے ساتھ تعاون کرنا گناہ سمجھتی ہے۔

مودودی صاحب جب یہ دستور لے کر پاکستان گئے۔ تو پہلے تو پاکستانی حکومت سے یہ مطالبہ منوانا چاہا۔ مگر جب دیکھا کہ اس میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور اس اصول پر قائم رہنے سے اقتدار حکومت پر قبضہ کرنے کا موقعہ بھی نہیں مل سکتا۔ تو اپنے اصول کے خلاف جد و جہد شروع کی۔ کارپوریشن اور اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینا شروع کیا جب ان سے کہا گیا کہ ابھی پاکستانی دستور میں نہ قرآن و سنت کو بالادستی حاصل ہوئی ہے نہ وزراء اور ارکان پارلیمنٹ کا عالم دین اور متقی مسلمان ہونا شرط ہے۔ پھر آپ اس حکومت میں کیوں حصہ لے رہے ہیں؟

تو اس کے جواب میں فرمایا کہ

"تبلیغی و اشاعتی دور کے اصول اور ہوتے ہیں اور "اقامتِ دین" کے دور کے اور۔ اور قائد تحریک کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جن اصول کو "مقصد دین" کے خلاف سمجھے ان میں ترمیم و تنسیخ کر دے"

اس قول کی روشنی میں اب "اسلامی اصول" کے متعلق یہ کہنا درست ہوگا کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ اس سے زیادہ "اسلامی اصول" سے اور کیا بدسلوکی ہوگی؟ اور "اصول شکنی" کی اس سے قابل نفرت مثال دوسری کیا ہوسکتی ہے؟

غرض مودودی صاحب یہ دو اصطلاحیں استعمال کر کے میدان الیکشن میں کود پڑے اس کے بعد مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے اسی قول و فعل کا ظہور ہوا جو سیاسی اسٹیجوں پر ہوا کرتا ہے۔ دروغ گوئی۔ خلاف شرع وعدے۔ اسلامی اصول و تعلیمات کی غلط توجیہ۔ اُن جماعتوں سے ساز باز جو ان کے نزدیک غیر اسلامی نہیں جیسے مسلم لیگ۔ ادھر تلقین کشدد۔ اُدھر فساد فی الارض۔ خفیہ پروپیگنڈے۔ بلند جیبت کے نعرے۔

میں نے اتنے الفاظ بے معنی نہیں استعمال کئے۔ بلکہ میدان سیاست میں یہ جماعت ان تمام "اعمال حسنہ" کی مرتکب ہو چکی ہے۔ ان میں سے ہر لفظ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ناظرین کو اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے جماعت اسلامی کے "دورِ سیاست" کی تاریخ یا پھر الفضل کا فائل دیکھنا چاہیئے۔ یہ مضمون ان واقعات کی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

الغرض ذرا غور کیجیے کہ وہ جماعت جو مودودی صاحب کو خود غلاظت کے ٹوکرے کی شکل میں نظر آتی ہے۔ وہ حکومت الٰہیہ قائم کرنے کیلئے میدان سیاست میں کودتی ہے۔ اور پھر ساز باز بھی ایسی جماعتوں سے کرتی ہے جو پہلے سے اپنے غیر اسلام شعائر میں بدنام ہیں۔ بھلا ان دونوں کے اختلاط سے کیا اسلامی اسٹیٹ جنم لے گا؟ مودودی صاحب کے رفقاء نے انہیں امور کا جائزہ لے کر کہا کہ ان کے سامنے نہ حکومت الٰہیہ کا سوال ہے نہ اقامتِ دین کا بلکہ محض مسئلہ اقتدار ہے۔ اور وہ اسی مقصد کے لئے جماعت اسلامی کو استعمال کر رہے ہیں

غرض جب مودودی صاحب اپنی پوشیدہ ہوس کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ تو اربابِ دیوبند و سہارنپور۔ مولینا عبد الماجد صاحب دریا بادی۔ مولینا سید سلیمان ندوی صاحب وغیرہ کی بات درست ثابت ہو گئی۔ کہ مودودی صاحب دین کے معاملہ میں قابل اعتماد نہیں"۔ اور یہ دیکھ کر یکے بعد دیگرے ان کے "رفقاء جماعت" نے ان کا ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا۔ خدا کی شان کہ "جماعت اسلامی" کے ابتدائی دور میں مودودی صاحب نے معترضوں کو خصوصاً مولینا دریا بادی صاحب کو جو یہ جواب دیا تھا کہ

اگر مجھ میں کوئی نقص ہوتا تو فلاں فلاں جلیل اللہ کے بندے اس جماعت میں کیوں شامل رہتے۔

ان سبھوں نے مودودی صاحب کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یعنی جماعت اسلامی بھی اسی طرح اندرونی انتشار کی شکار ہوئی کہ اس کی تاریخ خود اس کے اعلان پر شہادت دیتی رہے گی۔

مودودی صاحب کا استعفار

ان حوادث سے مودودی صاحب کے وقار کو بھی صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس لیئے انہوں نے مدافعانہ قدم اُٹھایا۔ اور عہدہ امارت سے استعفار دے دیا۔ یہ استعفاء اس وقت دیا گیا جب ان کے سارے حریف و مقابل یا ان کے قول و فعل سے اختلاف رکھنے والے جماعت سے علیٰحدگی اختیار کر چکے اور جماعت اسلامی نام رہ گیا۔ صرف مودودی صاحب کے ہم خیالوں اور ہمنواؤں کا۔ اس لئے ان لوگوں نے بہت جلد مودودی صاحب کو منا لیا۔ اور انہیں لا کے پھر سے "تخت امارت" پر بٹھا دیا۔ اب مودودی صاحب اپنے طریق کار اور جماعتی معاملات میں بالکل آزاد ہو گئے۔ اب جماعت اسلامی میں وہی لوگ رہ گئے۔ جو ہر وقت کسی چیز کو "مقصد دین" قرار دے کر اس پر "اصول دین" کو قربان کرنے پر تیار رہیں۔ اس وقت مودودی صاحب اس قافلہ کے میر کارروان اسی تحریک کے قائد تحریک ہیں۔

جماعت اسلامی کا انتخابی منشور

اور اب جو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جوں جوں پاکستان کا جنرل الیکشن قریب آرہا ہے۔ وہ جماعت کو عوام میں زیادہ مقبول بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ آجکل سیاسی اقتدار پر قبضہ جمانے کے لئے ہر لیڈر اپنی پارٹی کے منشور و نصب العین کو عوام کی خواہشات و احساسات کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ اور عموماً وہی لیڈر یا اسکی جماعت کامیاب ہوتی ہے جو اس فن میں ماہر ہوتی ہے۔ مودودی صاحب کی ذہنی صلاحیتوں سے ہمیں انکار نہیں۔ وہ بڑے ذہین آدمی ہیں۔ اور "فن سیاست" کی نیکاریوں سے خوب واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے آئندہ عام انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنے منشور میں یہ اعلان کیا کہ

> " اگر پاکستان کے مسلمانوں نے
> "جماعت اسلامی" کے نمائندوں
> کو ووٹ دیئے اور جماعت اسلامی
> برسر اقتدار آگئی تو یہ جماعت
> "جماعت احمدیہ" کو غیر مسلم قرار
> دے دے گی"

اس منشور کے ذریعہ نہ انہوں نے خدا اور رسول کو خوش کیا ہے نہ بین الاقوامی رائے عامہ کو۔ بلکہ صرف پاکستانی مسلمانوں کے سامنے اپنی جماعت کو "من و من" بنا کر پیش کیا ہے اور "بازی گاہ سیاست" میں عوامی جذبات کا سہارا لیا ہے۔ اگرچہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حکمت عملی اور مقصد دین پر اصول و منشور کو قربان کر دینا اپنا شرعی حق سمجھتے ہیں۔ اس لئے کون کہہ سکتا ہے کہ آج وہ جو انتخابی منشور شائع کر رہے ہیں۔ کل اس پر عمل پیرا بھی ہونگے! ایسی جماعت کے عہد و پیمان پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح اب یہ خبر بھی آرہی ہے کہ "جماعت اسلامی "مزدوروں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ہڑتال اور اسٹرائک میں بھی حصہ لے رہی ہے۔ لائلپور فیکٹری کے اسٹرائیک میں اسی جماعت کا ہاتھ بتایا جاتا ہے۔ یہ بھی سیاست حاضرہ میں کامیابی کی کلید ہے۔ آج جس کو مزدوروں کی حمایت حاصل ہو جائے وہ بہت بڑا لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ اور ارکان حکومت" میں ان کی آواز وزنی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کبھی سنجیدہ طبقہ میں اسٹرائیک اور ہڑتال کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس لئے کہ اس کی بنیاد کمیونزم کے اس اصول پر ہے کہ ایک صالح مقصد حاصل کرنے کے لئے غیر صالح ذرائع اختیار کرنا جائز ہے۔ روس اور چین، جہاں کا انقلاب مزدوروں کا "مرہون منت" ہے۔ وہاں بھی اب مزدوروں کو ہڑتال کی اجازت نہیں اس لئے کہ یہ فساد فی الارض ہے۔ اسلام تو کبھی ایسے اقدام کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر اس وقت ہندو پاک میں کوئی سیاسی پارٹی اس وقت تک طاقتور نہیں سمجھی جاتی۔ جب تک اس کو مزدوروں کا تعاون حاصل نہ ہو۔ اسی لئے جماعت اسلامی نے بھی مزدوروں میں راہ و رسوخ حاصل کرنے کے لئے ہڑتال اور اسٹرائیک کا حربہ استعمال کرنا ضروری سمجھا۔

اور میرا خیال ہے کہ ابھی تو یہ جماعت اسلامی کے "دور سیاست" کی ابتداء ہے۔ آگے تو سینکڑوں مراحل اور بھی ہیں۔ اور نہ معلوم یہ جماعت اصول دین و مقصد دین کا واسطہ دے دے کے اور کتنے چولے بدلے گی۔ افسوس یہ ہے کہ اگر دنیا میں اس "اسلامی سیاست" کو فروغ پانے کا موقعہ ملا تو ساری اسلامی معاشرت "حکمت عملی" کی زد میں آجائے گی۔ بلکہ اسلامی معاشرت کے وہ مسائل جن پر مودودی صاحب خوب زور قلم دکھا چکے ہیں جیسے تعدد ازدواج۔ پردہ۔ طلاق وراثت۔ حدود و تعزیرات۔ خلافت اور ارکان خمسہ۔ "حکمت عملی اور اقامت دین" کا نام لے کے یہ سارا انظام اسلام درہم برہم کیا جا سکتا ہے۔

علماء کرام سے ایک سوال

اب رہ گیا یہ سوال کہ جب یہ علماء کرام شروع سے مودودی صاحب میں "تقویٰ کی کمی" دیکھتے تھے اور انہیں دینی امور میں ناقابل اعتماد پاتے تھے۔ تو پھر ان کا ساتھ کیوں دیا؟ اسکی بہت سی وجوہ تو میں بھی بتا سکتا ہوں مگر بہتر ہوگا کہ "قصہ دوست" دوست ہی کی زبانی سنا جائے۔ کیا علماء کرام اس سوال کے حل کرنے کی طرف مائل ہوں گے؟

ضرورت و برکات نبوت

(بقیہ صفحہ نمبر ۶)

آتا ہے بلکہ ضلالت کے بعد ہدایت آتی ہے فیج اعوج کی ہزار سالہ ضلالت اپنے بعد ایک نبی کی ضرورت کو ظاہر کر رہی ہے اور روحانی نظام بھی جسمانی نظام سے مطابقت پیدا کر سکتا ہے جبکہ اس میں پہرات کے بعد دن نمودار ہو۔ سورج چمکے اور دنیا اس کے نور سے منور ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسی دور ضلالت و ہدایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے

یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر (مائدہ ع ۳) کہ رسولوں کے بعد ایک عرصہ گذر چکا تھا اور نبی کی ضرورت پیش آگئی تھی۔ دنیا میں تاریکی و ضلالت چھا گئی تھی۔ اسلئے ضروری تھا کہ اس ضلالت کے بعد ہدایت کی روشنی آکر اسے دور کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کے لئے یہ کہنے کا موقع تھا کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول نہیں آیا۔ جو آکر اس گمراہی کو دور کرکے ہمیں ہدایت کے راستہ پر ڈالتا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس عذر کو دور کر دیا ہے۔ اور روحانی نظام کو جسمانی نظام کے مطابق کرکے ان کے عذر کو باطل کر دیا ہے۔

حرف آخر

غیر مبائعین سے خطاب

اس مضمون کے خاتمہ پر میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اشاعت اسلام لاہور پیغامی جماعت کا رسالہ ہے اس میں ایک تحریر میری نظر سے گذری جس کا مجھ پر بے حد اثر ہے وہ فطرت کی آواز ہے جو مضمون نگار کے دل سے نکلی ہے وہ دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں چاہتا ہوں کہ پیغامی حضرات کے سامنے اسے رکھوں تا وہ بھی اس پر غور کرکے فائدہ اُٹھائیں اور وہ تحریر یہ ہے۔

> " دنیا کی اخلاقی حالت اس بات
> کی مقتضی ہے کہ ایک اور محمد
> (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہو"

(اشاعت اسلام لاہور جلد ۱۱ ص ۵۲۲)

اس میں اس زمانہ میں نبی کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے اور وہ دنیا کی اخلاقی گراوٹ ہے یہ کس قدر پیاری اور کس قدر پر شوکت یہ تحریر ہے۔ اور کس قدر پر حقیقت اور پُر عظمت یہ الفاظ ہیں۔ کس قدر سادگی سے واقعی ضرورت کا اظہار ہے۔ اور کس قدر یہ طرز بیان ہے۔ ان کا یہ تحریر ان کے لئے شمع ہدایت کا باعث ہونی چاہیئے۔ مگر اگلی ہی عبارت میں اس پر پانی پھیر دیا گیا کہ:۔

> " مگر اس کمال کا انسان دوبارہ
> پیدا نہیں ہو سکتا"

افسوس صد افسوس کہ تعصب نے فطرت کی اس آواز کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا۔ اور مایوسی پیدا کر دی۔ یہ فطرتی آواز نفسانی خواہش کا شکار بن کر رہ گئی۔ ہم حیران ہیں کہ جب وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ان کا دل دنیا کی اخلاقی حالت کے لئے ایک اور محمد صلعم کا تقاضا کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ تو انہوں نے کیوں اس اپنی تحریر کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں ہائے کاش! یہ لوگ ایسا نہ کرتے اور کاش یہ لوگ پھر سے اپنی ہی تحریر پر غور کریں۔ ہم اہل پیغام سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس تحریر کا لکھنے والا بھی کوئی قادیانی تبلیغ تھا؟

قرارداد تعزیت (بقیہ صفحہ ۴)

غرض آپکا وجود مبارک سلسلہ عالیہ احمدیہ اور قادیان کے لئے بیشمار برکتوں اور نعمتوں کا موجب تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپکو اپنی قرب رضا کے فردوس بریں میں جگہ دے۔

آپکی وفات حسرت آیات پر جو صدمہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آپکے صاحبزادگان اور ممبران خاندان کو پہنچا ہے۔ ممبران انصار اللہ اس میں شریک غم ہیں اور اللہ تعالیٰ سے صبر جمیل کیلئے دعاگو ہیں۔

ہم جملہ ممبران انصار اللہ حضرت سیدہ مرحومہ مغفورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور تمام صاحبزادگان اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں خلوص دل سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

خاکسار محمد عبداللہ وفدار قائمقام صدر مجلس انصار اللہ قادیان۔

(۵)

مالابار احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے تعزیت نامہ

مالابار احمدیہ ایسوسی ایشن قادیان کو سیدہ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ کی وفات کی اطلاع سے بہت رنج و افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم سب ممبران ایسوسی ایشن اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ سیدہ موصوفہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور اپنے خاص الخاص فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور آپکے جملہ لواحقین بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی اور حضرت میاں ناصر احمد صاحب ایم اے سلمہ اور آپکی جملہ اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ [illegible] اور جماعت کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے! اور آپکی جدائی سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اسکو احسن رنگ میں پُر فرمائے۔ آمین۔ حضرت سیدہ موصوفہ کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ کی حرم محترمہ کی حیثیت اولین مقام اور تقدم [illegible] حضرت ام المومنین آپکو سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ کی زوجیت کیلئے انتخاب فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس انتخاب کو نوازا۔ ہم اس صدمہ عظیمہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور خاندان [illegible]

تحریک وقف جدید

اور

احباب جماعت کا فرض!

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اخبار بدر کی سابقہ اشاعتوں کے ذریعہ احباب جماعت کو وقف جدید کی اہمیت کا علم ہو چکا ہوگا۔ اس سکیم کے ماتحت بھارت میں مسلمانوں کو اسلام پر پختہ کرنا اور غیر مسلموں کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرانا مقصود ہے

اس سکیم کے ماتحت

۱۔ ہر مخلص احمدی کو سال میں کم از کم ۶/۔ روپیہ چندہ ادا کرنا چاہیئے یا آٹھ آنے ماہوار کے حساب سے بھی ادا کر سکتا ہے۔ اور اگر بعض اس کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ایک سے زائد احباب مل کر سال بھر میں مبلغ چھ روپیہ چندہ دے سکتے ہیں۔

صاحب استطاعت اصحاب ۔/۱۲ روپیہ سالانہ سے زائد چندہ ادا کریں۔

۲۔ زمیندار اصحاب اس دینی غرض کے لئے حسب توفیق ایک حصہ زمین وقف کریں۔ اور اس کی سالانہ آمدنی انجمن وقف جدید کو ادا کریں۔

۳۔ تبلیغی جوش و تجربہ رکھنے والے اصحاب جو قرآن کریم کا سادہ ترجمہ اور مسائل ضروریہ جانتے ہوں اور کتب سلسلہ پڑھ سکتے ہوں وہ اس تحریک کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کریں اگر وہ طب یا کاشتکاری یا کوئی اور ہنر جانتے ہوں تو زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایسے واقفین کو حسب حالات مناسب گذارہ دیا جائے گا۔

گو اخبار بدر میں ایک عرصہ سے وقف جدید کی سکیم کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ لیکن احباب جماعت بھارت نے اس سکیم کے ہر سہ حصوں کی اہمیت کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اور وعدہ جات اور وصولی اور وقف زمین اور وقف زندگی کے تحت بہت کم احباب نے حصہ لیا ہے۔

یہ زمانہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا بابرکت زمانہ ہے۔ اور جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نئے نئے رنگوں میں اس میں شمولیت کے مواقع عطا فرما رہا ہے۔ پس احباب جماعت کو اپنے فرائض کی طرف جلد پوری توجہ دینی چاہیئے۔

جملہ صدر صاحبان و قائدین مجالس خدام الاحمدیہ و مبلغین سلسلہ اور سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو اس تحریک کی اہمیت اور اس کے فوائد سے آگاہ کریں اور سیکرٹریان مال احباب جماعت سے وعدہ جات حاصل کر کے اور اس کے مطابق وصول کر کے ایسی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بمد امانت وقف جدید ارسال کریں اور اس کی تفصیل سے علیحدہ طور پر دفتر ہذا کو اطلاع فرمائیں۔ رقم کی کمی کی وجہ سے ابھی صرف ایک واقف کو اس سکیم کے ماتحت کام پر لگایا جا سکا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تحریک وقف جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے احباب

احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف مقامات پر جماعت کے تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کاموں میں وسعت پیدا کرنے کیلئے وقف جدید کی تحریک کی اسکیم شروع کی جا چکی ہے۔ اس مبارک تحریک میں بہت سے احباب شمولیت کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس سکیم کے ماتحت وعدہ نہیں لکھوایا اور ادائیگی نہیں فرمائی۔ حالانکہ چھ روپیہ سالانہ یا آٹھ آنہ ماہوار کی رقم کی ادائیگی سے اس کار ثواب اور کار خیر میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ رقم کم از کم ہے اس سے زائد بھی حسب توفیق احباب دے سکتے ہیں۔

میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر جماعت کی ترقی میں حصہ لیں۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں انتہائی جد و جہد اور قربانی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس تحریک میں شامل ہو کر چندہ دینے والے احباب کی فہرست قسط نمبر ۱-۲-۳-۴ بذریعہ اخبار بدر شائع ہو چکی ہے باقی احباب بھی جلد شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں فہرست قسط ۵ حسب ذیل ہے۔

خاکسار انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام	رقم
مکرم بھائی محمد عبد اللہ صاحب	۵۰-۰
" فخر الدین صاحب مالاباری	۵۰-۰
" محمد سعید صاحب انور	۵۰-۰
" گیانی بشیر احمد صاحب	۰-۱
" مولوی بشیر احمد صاحب خادم	۵۰-۰
" ڈاکٹر غلام ربانی صاحب	۵۰-۰
" محمد احمد صاحب نسیم	۰-۱
" محمد دین صاحب بدر	۵۰-۰
" ظہور احمد صاحب گجراتی	۵۰-۰
" دفعدار محمد عبد اللہ صاحب	۰-۱
" مظہر حسین صاحب	۵۰-۰
" حاجی فضل محمد صاحب کپور تھلوی	۰-۶
" چوہدری محمد احمد صاحب	۰-۱
" مولوی عبد القادر صاحب دہلوی	۵۰-۰
" محمد یوسف صاحب گجراتی	۵۰-۰
" شیخ عبد الحمید صاحب عاجز	۰-۲
" سید عبد الحمید صاحب کشمیری	۰-۱
" عطاء الرحمن صاحب عباسی	۵۰-۰
" ممتاز احمد صاحب ہاشمی	۵۰-۰
" مستری محمد دین صاحب	۵۰-۰
" بابا جان محمد صاحب	۵۰-۰
" مستری علی محمد صاحب	۰-۲
" بابا نور محمد صاحب لنگر خانہ	۰-۱
" مولوی عبد الواحد صاحب کاندار	۵۰-۰
" شریف احمد صاحب ڈوگر	۵۰-۰
مکرم عمر دین صاحب	۵۰-۰
مجانب سیکرٹری صاحب مال	۰-۲۷
" بھایا بہادر خان صاحب	۰-۲
" محمد عبد اللہ صاحب دفعدار	۰-۱
" ماسٹر عبد الرحمن صاحب آسنور	۰-۶
" عبد القادر صاحب ٹھکہ "	۰-۶
" ولی شیخ صاحب "	۰-۶
" بشیر الدین صاحب بھاگل پور	۰-۶
" عبد الرحیم صاحب ویودرگ	۰-۶
" مستری ہدایت اللہ صاحب	۰-۲
محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ قاضی شاد بخت صاحب	۵۰-۰
مکرم عبد العزیز صاحب حیدر آباد	۰-۱
" غلام حسین صاحب فانی "	۰-۱
" شمس الدین صاحب "	۰-۱
" اسمٰعیل صاحب "	۵۰-۰
" عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی	۰-۶
محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ یادگیر	۰-۵
" نثار احمد صاحب "	۰-۳
محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ "	۰-۱
" نادلی بیگم اہلیہ سید حسین صاحب یادگیر	۰-۶
" سید عمر حسین صاحب	۰-۶
" سید جہانگیر احمد صاحب	۰-۶

قابل تقلید مثال

مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ مبلغ ساٹھ روپے اخبار بدر کے لئے بھجوا کر تحریر فرمایا ہے کہ دس پرچہ جات مناسب و مستحق احباب غیر از جماعت و لائبریریوں کے نام جاری کر دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور نیکی اور رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ اور ان کے مال میں برکت دے اور ان کے اس نیک نمونہ کو دوسروں کے لئے تقلید کا باعث بنائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دعا (۱) مکرم ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کولگام نے اسال بی۔ اے کا امتحان دیا ہے۔ امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں (ناظر تعلیم و تربیت قادیان) (۲) میرے بیٹے عزیز

مشرق وسطیٰ کا تیل

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہوتا۔ اہلِ مغرب نے "مشرق وسطیٰ" میں جو تیل کے کاروبار کا جال پھیلا رکھا ہے اس کی بنیاد بھی اسی نقطۂ نظر پر ہے۔

(۳)

نیچے ہم مشرق وسطیٰ کے تیل کی تفصیل دیتے ہیں۔ اس سے اس خطۂ دنیا کی اہمیت اور مغربیوں کی تاجرانہ ذہنیت کا حال منکشف ہو جائے گا۔

سعودی عرب ۱۹۵۱ء تک ایران کا تیل کی پیداوار میں پہلا درجہ تھا۔ لیکن برطانیہ سے مناقشہ کے بعد سعودی عرب کی پیداوار زیادہ ہو گئی۔

سعودی عرب میں تیل کے پائے جانے کے امکانات بیسویں صدی کے اوائل سے نظر آنے لگتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں تجارتی مقدار میں تیل برآمد ہوا۔ اس تیل کا ٹھیکہ امریکن کمپنی نے لیا ہے۔ جس کو دی عریبین امریکن آئل کمپنی "ارامکو" کہتے ہیں۔ سعودی عرب میں تیل کے مراکز دمن۔ قطیف۔ عقیق اور گھادار ہیں۔ ان میں گھادار کا کنواں سب سے طویل ہے۔ یہ ۱۴۰ میل لمبا ہے۔

عراق مشرق وسطیٰ میں تیل کا دوسرا اہم مرکز عراق ہے۔ عراقی معیشت اور صنعت کا زیادہ تر مدار اس تیل کی آمد پر ہے۔ عراق میں تیل کا مرکز "کرکک" ہے۔ جہاں تیل کا ۷۵ فی صدی حصہ برآمد ہوتا ہے۔

ایران تیل کی پیداوار کے لحاظ سے تیسرا اہم مقام ایران ہے۔ مشرق وسطیٰ میں سب سے پہلے ایران میں ہی تیل دریافت ہوا تھا اور یہ ۱۹۵۱ء تک برطانیہ کی ملکیت رہا۔ ایرانی تیل کی پیداوار ۱۹۴۷ء میں ۴ کروڑ ٹن تھی۔ اور ۱۹۵۱ء میں ۱۰ کروڑ ٹن تک پہنچ گئی۔

کویت تیل کا چوتھا اہم مرکز کویت ہے۔ یہاں تیل کا ذخیرہ پہلے پہل ۱۹۳۷ء میں دریافت کیا گیا تھا۔ لیکن یہاں کا تیل پہلی مرتبہ ۱۹۴۶ء میں بیرونی دنیا کو بھیجا گیا۔ اس کے بعد اس کی پیداوار اتنی تیزی سے بڑھی کہ آج کویت تیل کی مقدار کے لحاظ سے دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔

قطار یہ ایک چھوٹی سی ریاست ہے اس کا کل رقبہ ۸۰۰۰ مربع میل ہے۔ یہاں پہلی مرتبہ ۱۹۳۰ء میں تیل دریافت کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں یہاں سے ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ بیرل (بیرل ۴۲ گیلن) تیل نکالا گیا۔

بحرین جزیرہ بحرین کا تیل ۱۹۳۲ء میں دریافت کیا گیا۔ گذشتہ تین سال میں اس کے تیل کی پیداوار کی اوسط ڈیڑھ ملین ٹن رہی ہے۔

مصر ۱۹۳۰ء میں نہر سویز سے ملحق "راس گ" میں تیل کے ایک ذخیرے کا ایک سراغ لگا۔ اس کے بعد صحرائے سینا میں ایک اور ذخیرہ برآمد ہوا۔ لیکن "مشرق وسطیٰ" کے ذخائر کے مقابل میں مصری تیل کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس لئے عام طور پر "مصر" کا شمار ان ممالک کی صف میں نہیں ہوتا۔

اسرائیل اسرائیل کے علاقہ میں ۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء کو "حیلی ژ" کے مقام پر تیل کا ایک ذخیرہ دریافت ہوا۔ اور اب تک آٹھ کنوئیں تیل کی نکاسی کے لئے کھودے جا چکے ہیں۔ یہاں اتنا تیل برآمد ہوتا ہے کہ ملک کی ۱/۲۵ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

ترکی ترکی میں پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں تیل نکالا گیا۔ اس وقت جنوبی ترکی میں "گزرن" اور "رامانداغ" کے مقام پر تیل کے کنوئیں ہیں۔ مگر اس سے اتنا ہی تیل نکلتا ہے کہ ترکی کی ضرورت کا ایک حقیر سا حصہ پورا ہوتا ہے۔

شام۔ لبنان۔ اردن اور یمن مشرق وسطیٰ کے ان ممالک میں سے کسی ملک میں تیل کا کوئی قابل ذکر ذخیرہ نہیں ہے۔ مگر تلاش جاری ہے۔ یہ تو تیل کی پیداوار کی تفصیل ہے۔ اب اس سے والیانِ ریاست کو جو منافع حاصل ہوتے ہیں ان پر نظر ڈالئے۔

(۴)

تیل سے آمد مشرق وسطیٰ کے تیل کی پیداوار دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اسی حساب سے "والیانِ ریاست" کی آمد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور کچھ بدلتے ہوئے حالات میں ٹیکس اور "رائلٹی" کی مقدار بھی بڑھتی جا رہی ہے یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ "مشرق وسطیٰ" کے تیل کی پیداوار میں ۱۹۵۱ء کی ایرانی و برطانوی کشمکش کے بعد حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں سعودی عرب کو تیل سے ۲ کروڑ ۳۳ لاکھ ڈالر کی آمد ہوئی۔ لیکن ۱۹۵۵ء میں یہ آمد بڑھ کے ۲۷ کروڑ ڈالر تک پہنچ گئی۔

یہی حال عراق اور دوسرے ذخائر کا بھی ہے۔ عراق کو ۱۹۵۱ء میں تیل کی پیداوار پر ۳ کروڑ ۴۸ لاکھ ۶۵ ہزار ڈالر کی رائلٹی ملی۔ لیکن یہ رائلٹی ۱۹۵۵ء میں ۱۲ کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر ہو گئی۔ اور ۱۹۵۶ء کے آخر تک ۲۳ کروڑ ڈالر تک پہنچنے کا اندازہ تھا۔

ایران ایران کو ۱۹۵۵ء میں ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ کی رائلٹی ملی اور ۱۹۵۵ء میں بھی رائلٹی ۹ کروڑ ۴۸ لاکھ ۹ ہزار ڈالر تک پہنچ گئی۔

کویت حکومت کویت کو ۱۹۵۱ء میں تیل سے ۳ کروڑ ڈالر کا نفع ہوا تھا اور ۱۹۵۵ء میں ۲۹/۲۸ کروڑ ۹ لاکھ ڈالر منافع ہوا۔

بحرین اسی طرح شیخ بحرین کو بھی ۱۹۵۱ء میں ۲۸ لاکھ ڈالر کی رائلٹی ملی۔ لیکن ۱۹۵۵ء میں ۸۰ لاکھ ۵۰ ہزار ڈالر تک پہنچ گئی۔

قطار ۱۹۵۱ء میں ۲۸ لاکھ ڈالر اور ۱۹۵۵ء میں ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر کی رائلٹی ملی۔

منافع کی اس شرح سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ دنیا کے بازار میں مشرق وسطیٰ کے تیل کی کتنی مانگ ہے۔ اور تیل کے ذریعہ ان ممالک کی آمدنی میں کیا زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر والیانِ ریاست کی اس آمدنی کا ان کمپنیوں کے منافع سے مقابلہ کیا جائے جو مشرق وسطیٰ میں کام کر رہی ہیں تو پھر والیانِ ریاست کی آمدنی کچھ کم ہی رہتی ہے۔

(۴)

کمپنی کے منافع یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ پورے مشرق وسطیٰ میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں دیسی کمپنی کام کر رہی ہو۔ ہر طرف غیر ملکی یعنی یورپین اور امریکن کمپنیوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ان کمپنیوں میں مشہور کمپنیاں یہ ہیں۔

(سعودی عرب) دی عریبین امریکن آئل کمپنی (ارامکو) (عراق میں) عراق پٹرولیم کمپنی۔ بصرہ پٹرولیم کمپنی۔ موصل پٹرولیم کمپنی۔ (کویت میں) برٹش پٹرولیم کمپنی۔ گلف آئیل کارپوریشن۔ امریکن انڈی پینڈنٹ آئل کمپنی۔ یہ تو بڑی بڑی کمپنیاں ہیں ۱۰ کے ماتحت اور بہت سی چھوٹی چھوٹی کمپنیاں کام کرتی ہیں۔ ان تیل نکالنے والی کمپنیوں کے علاوہ بہت سی تیل صاف کرنے والی کمپنیاں بھی ہیں۔ جن کا ذکر پائپ لائن میں آتا ہے ان کمپنیوں کو ۱۹۵۵ء میں جو منافعے ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

کمپنی	منافع	
برٹش پٹرولیم کمپنی	۰۰۰ ۳۹۱ ۴۳ ۴۴	ڈالر
کمپنی فرانسیسی دی پٹرول	۰۰۰ ۸۹ ۶۰ ۱۰	"
گلف آئل کارپوریشن	۰۰۰ ۴۴۲ ۳۷ ۱	"
رائل ڈچ شیل پٹرول کمپنی	۰۰۰ ۶۶۴ ۲ ۱۹	"
سیکنڈ موبائل آئل کمپنی	۰۰۰ ۷۶۱ ۱۱	"
اسٹینڈرڈ آئل کمپنی آف کیلیفورنیا	۰۰۰ ۲۰۵ ۷۰ ۱	
اسٹینڈرڈ آئل کمپنی آف نیوجرسی	۰۰۰ ۵۸۸ ۲۳۵	"
ٹیکس آئل کمپنی	۰۰۰ ۲۰۵ ۷۰ ۱	"
	۰۰۰ ۸۳۶ ۱۵۹۹	ڈالر

یعنی غیر ملکی کمپنیوں نے ۱۹۵۵ء میں مشرق وسطیٰ کے تیل سے ایک ارب انسٹھ کروڑ اٹھانویں لاکھ چھتیس ہزار ڈالر نفع حاصل کیا۔ اس کے مقابلہ میں تمام عرب حکومتوں کی مجموعی رائلٹی ۱۹۵۵ء میں ۹۱ کروڑ ۶۴ لاکھ ۵۱ ڈالر رہی۔

(۵)

پائپ لائن ان غیر ملکی کمپنیوں نے مشرق وسطیٰ میں جو اور ایک حیرت انگیز کام کیا ہے وہ پائپ لائن سسٹم ہے۔ یہ پائپ لائن ۱/۲ ۳۰ انچ موٹی ہے اور دور تک تیل پہنچانے کے لئے بچھائی گئی ہے ان میں سب سے بڑی پائپ لائن سعودی عرب کی ہے۔ یہ ایک ہزار اڑسٹھ میل لمبی ہے۔ اس پائپ لائن کے بچھانے پر دو ارب ڈالر سے زیادہ رقم خرچ ہوئی۔ اس میں پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں تیل چھوڑا گیا۔ اس پائپ لائن میں کوئی ۱۵ ملین ٹن تیل سما سکتا ہے۔ اس پائپ لائن سے اور کئی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکالی جا رہی ہیں۔ ان کی تکمیل کے بعد اس میں ۱۹ ملین ٹن تیل سما سکے گا۔ کمپنی نے "راس تنورہ" کے مقام پر تیل صاف کرنے کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا ہے۔

تیل کی دوسری پائپ لائن عراق میں ہے یہ عراقی تیل کے مرکز "کرکک" اور "این ذا لا" سے بچھائی گئی ہے۔ یہ لائن صحرائے شام سے گذرتی ہوئی لبنان کی بندرگاہ "طرابلس" اور "اسرائیل" کی بندرگاہ حیفہ تک چلی گئی ہے۔ لیکن نہر سویز پر برطانیہ کی بمباری کے بعد شام کی لائن تباہ کر دی گئی ہے۔ اور اب ترکی کے راستہ پائپ لائن بچھانے کی تجویز زیر غور ہے۔

تیسری پائپ لائن ایران میں ہے یہ ۱۳۰ میل لمبی ہے۔ ایران کا تیل اسی پائپ لائن کے ذریعہ آبادان پہنچایا جاتا ہے۔ چوتھی پائپ لائن "قطار" میں ہے۔ یہ ۷۵ میل لمبی ہے۔ یہ عم سعید کے تیل کے ذخیرے سے تیل باہر پہنچاتی ہے۔

ایک پائپ لائن ترکی میں بھی ہے "بٹمان" کے مقام پر تیل صاف کرنے کا جو کارخانہ ہے یہ لائن تیل کے مرکز "گزرن" اور "رامانداغ" کو اس سے ملاتی ہے۔ (باقی)

چندہ جلسہ سالانہ

مورخہ ۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر کو قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے اخراجات جملہ احباب جماعت کے خاص تعاون اور مالی قربانی ہی سے پورے ہو سکتے ہیں۔ اسلئے تمام احباب پوری کوشش کرکے چندہ جلسہ سالانہ مقررہ شرح کے مطابق جلد از جلد ادا کرکے ثواب حاصل کریں۔ اللہ تعالے توفیق دے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

چندہ نشر و اشاعت

(اور)

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

دفتر ہذا کی طرف سے مقامی صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کی اطلاع بھجواتے ہوئے تحریک کی گئی تھی کہ چندہ نشر و اشاعت یعنی اشاعت اسلام کی مد کو منشرد طور پر لازمہ قرار دیا گیا ہے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے دفتر ہذا کو مخلصین جماعت کے تعاون کی ضرورت ہے۔ لیکن ابھی تک بعض جماعتوں کی طرف سے اس سلسلہ میں کسی کارروائی کی اطلاع موصول نہیں ہوئی لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا دوبارہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدہ جات اور وصولی کی اطلاع دفتر ہذا کو نہیں بھجوائی گئی وہ جلد اس طرف توجہ فرماویں اور اس کار خیر کی بجا آوری میں دفتر ہذا سے تعاون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

(نوٹ) چندہ نشر و اشاعت کی رقوم بھجواتے وقت تفصیل ساتھ ہی دفتر ہذا میں ارسال فرماویں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مرمت مقامات مقدسہ

اور

احباب جماعت کا فرض

گذشتہ سالوں کی غیر معمولی بارشوں اور سیلاب کے باعث قادیان کے مقامات مقدسہ اور بہشتی مقبرہ کے مکانات کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی غیر معمولی مرمت کے لئے خاص چندہ کی اپیل کرتے ہوئے پیشتر ازیں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے مخلصین کو تحریک بھجوائی جا چکی ہے اور عام اعلانات اخبار بدر کے ذریعہ بھی دوستوں کو اس کام میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے لیکن اخراجات کے مقابل چندوں کی آمد برائے نام ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اکثر احباب نے اس تحریک کی مستقل ضرورت کو فراموش کر دیا ہے

مقامات مقدسہ کی حفاظت اور آبادی کا ذریعہ ایک ایسی عظیم الشان خدمت ہے جس میں جماعت کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہیئے۔ خدمت کے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے جسے توفیق زیادہ سے زیادہ اس میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں اور یہ یقین رکھیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی حفاظت اور خدمت کی خاطر اپنا قدم آگے بڑھاتا ہے وہ نہ صرف آخرت میں بہترین اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ بلکہ اسی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت ڈالتا ہے۔

پس جملہ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں۔ اور جماعت کے جملہ افراد کو بھی اس میں شامل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

صوبہ بہار کے مخلصین متوجہ ہوں

احباب کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے بھاگل پور میں دارالمطالعہ اور دارالتبلیغ کھولا گیا ہے جس کا ایک نہایت اہم شعبہ "نشر و اشاعت" بھی ہے۔ جس کے ماتحت ابھی تک مندرجہ ذیل عناوین پر دو پمفلٹ شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ "عرب دانشہر کے چوٹی کے علماء کی طرف سے وفات مسیح کا اعتراف"

۲۔ "ایک عظیم الشان پیشگوئی"

صوبہ بہار کے مخلصین سے درخواست ہے کہ وہ صوبائی تبلیغ کو نتیجہ خیز بنانے کیلئے مندرجہ ذیل صورتوں میں دست تعاون بڑھا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

۱۔ پانچ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے پمفلٹ کا کچھ حصہ خرید کر خود یا بذریعہ دارالتبلیغ سنجیدہ حضرات میں تقسیم کیا جائے

۲۔ مخیر اور مخلصین حضرات اس کار خیر کے لئے عطیہ جات کے ذریعہ سے مالی تعاون فرماویں تاکہ اس اہم شعبہ کے زیر انتظام تواتر کے ساتھ نشر و اشاعت کا کام جاری رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

خاکسار عبد الحق انچارج احمدیہ مسلم مشن بھاگلپور ۲۔ تاتار پور بازار

۳۱؍اگست ۱۹۵۸ء تک سو فیصدی وعدہ جات ادا کرنیوالے

مجاہدین

تحریک جدید دفتر اول سال ۲۴ء دفتر دوم سال ۱۴ء کے جن مجاہدین کے وعدہ جات ۳۱؍اگست تک ادا ہوں گے۔ ان کے نام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت عالیہ میں بغرض دعا پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی قربانی قبول فرمائے۔ اور انہیں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرما دے۔

تحریک جدید کے موجودہ مالی سال میں سے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر وصولی چندہ کی رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ بے شک اکثر دوستوں نے سال کے آخر پر اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کا تحریر کیا ہے۔ لیکن سلسلہ کی بڑھتی ہوئی مالی مشکلات اس امر کی متقاضی ہیں کہ مجاہدین اپنے وعدہ جات جلد از جلد ادا فرما دیں اور فاستبقوا الخیرات کا عملی نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت کوشش کر کے جلد اپنے اپنے وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ایک مفید تبلیغی کتابچہ

تبلیغ اسلام کے کاموں میں غیر احمدی مسلم شرفاء کا تعاون حاصل کیا جائے

نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک کتابچہ "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" شائع کیا گیا ہے جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور خدمت اسلام کے مختلف کاموں کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ غیر احمدی مسلمان حضرات کو جماعت کے تعمیری کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ اور اسلام کے متعلق مخالفین کی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور بیرونی ممالک میں تراجم قرآن مجید اور تبلیغ اسلام کے کاموں کے لئے غیر احمدی مسلم شرفاء کو بھی چندہ کی تحریک کی جائے۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ جماعت احمدیہ کس قدر مفید اور مؤثر طریق پر خدمت اسلام کے کام دنیا کے کونے کونے میں کر رہی ہے۔

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس کتابچہ کی کاپیاں نظارت دعوت و تبلیغ یا نظارت بیت المال قادیان سے منگوا کر اپنے غیر احمدی حلقہ احباب میں تقسیم کرتے ہوئے انہیں "اشاعت اسلام" کے کاموں میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ بٹانے کی طرف توجہ دلائیں اور ان کا تعاون حاصل کرتے ہوئے ان سے اس مد میں چندہ وصول کیا جائے۔

امید ہے کہ جماعت کے عہدہ داران اور دیگر احباب زیادہ سے زیادہ اس میں دلچسپی لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے ثابت ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

شکریہ احباب

قادیان دارالامان کے بزرگ درویشوں میں سے اکثر نے میرے بھتیجے سید اعجاز احمد کی وفات پر مجھے اور میرے بھائی سید فضل احمد سلمہ اللہ کو تعزیتی خطوط نہایت مخلصانہ طور پر لکھے اور سارے درویشوں نے براہ کرم دعائیں کیں، نیز بیرون قادیان کے احباب نے بھی تعزیتی خطوط لکھے اور ہمارے زخم پر مرہم رکھا اور ہمارے لئے دعائیں کیں میں بھی روزانہ ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں جزاھم اللہ خیرا۔ خدا تعالیٰ ساری جماعت پر اپنا خاص فضل نازل فرمائے۔ اللھم آمین میں سب بزرگوں اور درویشوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خاکسار۔ اختر اوریتوی

زکوٰۃ:- زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری زکا لیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی بلکہ یہ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

ماسکو ۴ راگست۔ روس کی سرکاری نیوز ایجنسی تاس نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ جب سکیورٹی کونسل میں چوٹی کانفرنس کے بارے میں بات چیت ہوگی اور بھارت کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دینے کا سوال اُٹھے گا تو چیانگ کائی شیک کا نمائندہ ویٹو کے استعمال سے اس تجویز کو مسترد کر دے گا

امرتسر ۴ راگست۔ چیف منسٹر سردار کیروں کے اعزاز میں کل شام ترن تارن میں ایک بہت بڑی چائے پارٹی دی گئی جس میں تقریر کرتے ہوئے سردار کیروں نے یہ انکشاف کیا کہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی قتل کی وارداتوں کے پیش نظر حکومت ایک بل تیار کر رہی ہے جس کے پاس ہو جانے پر گورنمنٹ کو قاتلوں کی جائداد اراضیات اور دیگر سامان ضبط کرنے کا اختیار مل جائے گا۔ سردار کیروں نے یہ بھی کہا کہ ۹۹ فیصدی قتل ان پڑھ لوگوں کے ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ جو کہ آسانی سے پارٹی بازی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کرنال ۴ راگست۔ چوبیس گھنٹوں کی مسلسل بارش کی وجہ سے دریائے جمنا (؟) میں سیلاب آگیا ہے۔ جمنا کا پانی اُتر نے لگ گیا تھا مگر اب یہ پھر چڑھنے لگا ہے۔ اس کا پانی خطرہ کے مقام کے بالکل قریب پہنچ گیا ہے

کراچی ۴ راگست۔ مشرقی پاکستان کے ساتھ لگنے والی تریپورہ کی سرحد بند کرنے کے سلسلہ میں پاکستان سرکار نے یہ عذر گھڑا ہے کہ اس علاقہ میں بھارتی فوجیں سرحد سے ایک سو گز سے ۴ سو گز کے فاصلہ کے اندر گھس آئی تھیں۔ آسام سرکار کو کئی بار کہا گیا ہے کہ وہ ان فوجوں کو پرے ہٹا لے مگر ایسا نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ اب پاکستان سرکار نے یہ سرحد بند کر دی ہے

روم ۴ راگست۔ اٹلی کے نیچرل ہسٹری کے آسلے میں واقع میوزیم کے انچارج پروفیسر جونیش نے ایک انسانی مجسمہ کا ڈھانچہ دریافت کیا ہے جس کے متعلق ان کی رائے ہے کہ یہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ سال پرانا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ڈھانچہ انسانی وجود کے متعلق قدیم ترین ثبوت ہے۔ یہ ڈھانچہ گرسیٹو کے مقام پر ایک کوئلہ کی کان میں چھ سو فٹ سے زائد کی گہرائی سے ملا ہے۔ ڈاکٹر ہرزلیر کا کہنا ہے کہ یہ دریافت اجسام انسانی کی تحقیق اور ریسرچ کی سائنس میں بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے ان کی تھیوری کی پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ انسان کا ارتقاء بندر سے نہیں ہوا۔ اور کہ شروع شروع کا انسان بندر نہیں تھا۔ جیسا کہ ڈارون اور بعض دیگر سائنسدان کہتے ہیں جبکہ یہ آج جیسا انسان ہی تھا۔ ڈاکٹر ہرزلیر کی تھیوری یہ ہے کہ انسان دس لاکھ برس پہلے نہیں بلکہ اس سے بہت عرصہ پہلے وجود میں آیا۔ اور اس زمین پر ظاہر ہوا۔ ڈاکٹر ہرزلیر نے اس ڈھانچہ کو پلاسٹر میں لپیٹ دیا ہے تاکہ نسے آسلے میں مزید ریسرچ کے لئے بھیجا جا سکے۔ اس کے نمونے دنیا بھر کے علم الساخت اجسام انسانی کے مراکز میں ریسرچ کے لئے بھیجے جائیں گے۔

لاہور ۴ راگست۔ پاکستانی اخبارات کی اطلاع ہے کہ بھارت سرکار نے مغربی پاکستان کے اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر جان نرل شیلر کو پاکستان کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مسٹر شیلر جو چند روز ہوئے بھارت آگئے تھے۔ کی گرفتاری کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت سے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ بھارت سرکار کا کہنا ہے کہ مسٹر شیلر وارنٹ گرفتاری جاری ہونے سے پہلے برطانوی شہری کی حیثیت سے بھارت آئے تھے۔ قانونی طور پر حکومت کسی برطانوی شہری کو پاکستان کے حوالے نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ پاکستان اور بھارت کے درمیان مجرموں کے سلسلہ میں کوئی معاہدہ بھی موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے بھارتی حکومت مشہور ڈاکو بھوپت کو پاکستان سے حاصل کرنے میں ناکام رہی تھی۔

بیروت ۴ راگست۔ سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ لبنان کی نئی حکومت قلمدان وزارت سنبھالتے ہی لبنان سے امریکن فوجوں کو نکال لینے کا مطالبہ کریگی۔ اس سلسلہ میں اپوزیشن لیڈروں کے ساتھ سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ امریکی حکام نے بھی کہا ہے کہ اگر نئی حکومت نے مطالبہ کیا تو وہ لبنان سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں گے۔ اس سے پہلے امریکہ نے یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ جب تک اتحادی سیما لبنان کی سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری نہ لے گی۔ امریکن فوجیں نہیں ہٹائی جائیں گی۔ لیکن اب امریکن سرکار نے شرط واپس لے لی ہے۔ لبنان کی نئی حکومت کے متعلق ایک اطلاع یہ ہے کہ وہ عرب ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات حاصل کرنے کی کوشش کریگی کا لبنان کی نئی حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ لبنان اور عرب ملکوں کے درمیان گہرے سیاسی اور تمدنی تعاون کی ضرورت ہے۔ ایک طرف امریکی رہنما یہ دعوے کر رہے ہیں کہ لبنان سے امریکن فوجیں جلد ہٹا لی جائیں گی۔ ادھر دوسری طرف وہاں مزید کمک بھیجی جا رہی ہے کل لبنان میں مزید ۲ ہزار امریکن سپاہی اتار دیے گئے۔ اب لبنان میں امریکن فوجوں کی مجموعی تعداد ۱۲ ہزار ہو گئی ہے۔ نئے دستے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں۔ کل جو فوج اتاری گئی اس میں انجینئرنگ دستے اور ایک میڈیکل یونٹ بھی شامل تھا۔ آج ایک اور بحری جہاز پہنچنے والا ہے۔ جس میں بھاری بھرکم ٹینک موجود ہوں گے۔ ان ٹینکوں کی پوری بٹالین اُتاری جا رہی ہے۔ امریکی حکام کا بیان ہے کہ اس بٹالین میں کم از کم ۸۰ ٹینک شامل ہوں گے۔ امریکن فوجوں کے کمانڈر انچیف کے ترجمان نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں امریکن فوجیں ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتیں۔

امرتسر ۴ راگست۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے ۲۷ نومبر کو ننکانہ صاحب کے گوردوارہ کی یاترا کے لئے ۵۰۰ سکھ یاتریوں کا جتھہ ننکانہ صاحب لے جانے کی اجازت مانگی تھی۔ چنانچہ اب پاکستان سرکار نے مطلع کیا ہے کہ جتھہ کسی قسم کی اجازت کے بغیر وہاں جا سکتا ہے۔ اس جواب کے بعد پربندھک کمیٹی ننکانہ صاحب جانے کے خواہشمند سکھوں کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے پاسپورٹ وغیرہ کا انتظام کریں۔

واشنگٹن ۴ راگست۔ مغربی ملکوں کو امید ہے کہ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف آج رات تک چوٹی کانفرنس کے متعلق انکے مراسلوں کا جواب بھیج دیں گے۔ نیویارک میں ان کی حفاظت کے لئے فالتو انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

کراچی ۳ راگست۔ پاکستان کے سابق وزیر اعظم مسٹر سہروردی نے کل رات یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لبنان میں امریکن فوجیں اتارے جانے کی حمایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکن فوج لبنان سرکار کی درخواست پر اُتری ہے۔ پاکستان سے کہا جا رہا ہے کہ وہ لبنان میں امریکن فوج اُتارے جانے کی مخالفت کرے۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ لبنان کی حقیقی پوزیشن کیا ہے۔ لبنان کی حکومت نے اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے امریکن فوج طلب کی تھی عنقریب پاکستان میں بھی ایسی ہی پوزیشن پیدا ہو سکتی ہے بھارت پاکستان کی سرحد پر فوجیں اور ملک کے اندر اپنے ایجنٹ بھیج سکتا ہے۔ ایسی صورت حالات پیدا ہو سکتی ہے جس میں پاکستان کی سلامتی کو خطرہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں کیا پاکستان کیلئے اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے دوست ممالک سے خواہ وہ امریکہ ہو برطانیہ۔ روس چین یا کوئی دوسرا ملک کیا اس سے فوجیں طلب کرنا غلط ہوگا؟

۳۲ صفحہ کا رسالہ

اسلام کا عظیم الشان معجزہ

تمام جہان کیلئے عموماً

سکھ و ہندو اقوام کیلئے خصوصاً

بزبان اردو

کارڈ آنے پر مفت

ارسال کیا جاتا ہے

عبداللہ الٰہ دین سکندر آباد۔ دکن

قادیان کے قدیمی دواخانہ کے مفید مجربات

زدہ جام عشق:۔ قیمتی ادویہ سے مرکب بہترین ٹانک جو اعصاب کو تقویت دے کر جسم میں نئی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک ماہ کورس پندرہ روپے۔

تریاق سل:۔ یہ دوا سل کے مادہ کو دور کرتی ہے۔ پرانے بخاروں اور پرانی کھانسی کے لئے مفید ہے۔ ایک ماہ کورس بارہ روپے۔

حب مروارید عنبری:۔ دل و دماغ کی تقویت کی خاص دوا۔ دماغی تھکن کو دور کر کے طبیعت شگفتہ بناتی ہے۔ دل کی کمزوری کے لئے مشہور و مجرب ہے۔ قیمت کورس چالیس روزہ/۱۶ روپے۔

نوٹ:۔ دیگر مفید اور زود اثر ادویات کی فہرست ہم سے مفت طلب کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ پرچار پرمی دوشالیہ (دواخانہ خدمت خلق) قادیان۔ پنجاب

۸۰ صفحہ کا رسالہ

مقصد زندگی

احکام ربانی

کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الٰہ دین سکندر آباد۔ دکن